چیف ایڈیٹر: انصار الابرار 0314-5769494

میثم قادری

غوث اعظم سرکار بغداد پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد نمبر 3 ربیع الاول/ جمادالاول 1436ھ، جنوری، فروری، مارچ 2015 شمارہ نمبر 8

بیاد: امام اہلسنت آفتاب ہدایت مجدد دین وملت عظیم البرکت اعلیٰ حضرت اشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سالانہ -/250 روپے

خط وکتابت اور ترسیل رقم کا پتہ

انصار الابرار گاؤں کاگان ڈاکخانہ ڈنڈو ڈھیری ضلع مردان صوبہ خیبر پختونخوا

(زرتعاون کیلئے) اکاؤنٹ نمبر 0203394405 UBL برانچ کوٹ نمبر 0228 نیواڈہ مردان

Email: ansar0314@gmail.com

فہرست

صفحہ نمبر

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں (ادارہ)

رسالہ پڑھ کر اپنے قیمتی آراء سے ہمیں آگاہ کر کے تعاون فرمائیں۔ (ادارہ)

حمد باری تعالیٰ

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

(اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ)

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہہ مشکل کشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستار خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یاالٰہی جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

نعت رسول ﷺ

کلام: (اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ)

جبکہ پیدا شہِ انس وجان ہو گیا
دور کعبہ سے لوث بتاں ہو گیا

دل مکان شہ عرشیاں ہو گیا
لا مکاں لا مکاں لامکاں ہو گیا

سر فدائے رہ جان جاں ہو گیا
امتحاں امتحاں امتحاں ہو گیا

تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا وہ نہاں ہو گیا

حق شفاعت سے تیری گناہ گاروں پر
مہرباں ہو گیا مہرباں ہو گیا

یا نبی لو خبر آتش غم سے میں
تفتہ جاں تفتہ جاں تفتہ جاں ہو گیا

طوطیِ اصفہان سُن کلامِ رضا
بے زباں بے زباں بے زباں ہو گیا

مفتی غیاث احمد فاروقی مجددی اٹکوی

مختصر تعارف مجاہد الکبیر الحاج محمد آمین باباجی قدس سرہ

عاشقِ صادق حضرت حاجی محمد آمین صاحب باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ولایت اور عشقِ رسول ﷺ میں مستی پر زمانہ گواہ ہے۔ آیئے باباجی مبارک کے تذکرے سے برکت حاصل کریں تاکہ یہ ہمارے لئے باعث نجات ہو۔ حضرت باباجی مبارک کے اباؤ اجداد کا تعلق لواڑگی سے تھا۔ آپ کے داداجان ولی خان بابا قدس سرہ کو دین سے کافی لگاؤ تھا۔ آپ اکثر یادِ الٰہی کیلئے پہاڑوں کا رخ فرماتے اور وہاں قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ اور اکثر اپنے صاحبزادے اسعد خان صاحب قدس سرہ کو نصیحت فرماتے کہ بیٹے دنیا میں کبھی کوئی غلط کام مت کرنا اور بیہودہ محفلوں سے دور رہنا کیونکہ دنیا کی عیش وعشرت کا انجام زوال ہی ہے۔ آپ کے دادا ولی خان باباجی قدس سرہ نے ذاتی دشمنی کی وجہ سے لواڑگی کو چھوڑ کر سلیمان خیل میں سکونت اختیار فرمائی۔ عاشق صادق مجاہد کبیر ولی کامل غوث الزماں حضرت حاجی محمد آمین باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ خان خیل میں بمقام سلیمان خیل جناب اسعد خان کے گھر پیدا ہوئے۔ باباجی مبارک کا پاسپورٹ جو کہ ۱۹۵۱ء کا بنا ہوا ہے کے مطابق اس وقت آپ کی عمر ۵۰ سال تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس دنیا میں ۱۹۰۱ء کو جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے خاندان کا تعلق لنڈی کوتل کے معروف قبیلے شیخ محمد خیل کے ذیلی شاخ عالم خان سے تھا۔ باباجی مبارک بچپن ہی سے دینی علوم کی طرف راغب تھے اور بچپن ہی سے دینی وروحانی علوم کیلئے بے چین رہتے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کی چار جماعتیں شیخ محمدی کے پرائمری سکول سے پڑھیں مگر آپ کی فطرت میں دنیاوی وانگریزی علوم کا میلان نہیں تھا بلکہ دینی اور روحانی علوم کی پیاس دل میں موجزن تھا۔ آپ نے دینی علوم کی ابتداء اپنے محلے کی مسجد میں مولانا محمد اعظم صاحب عرف کوٹے ملا سے کی۔ باباجی مبارک نے ان سے خلاصہ اور پنج گنج کتب کی تعلیم شروع کی۔ بچپن ہی سے آپ شرین بیان اور خوش الحان تھے۔ پنج گنج کے اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سرور پاتے۔ آپکے استاد محترم آپ کے شیرین بیانی سن کر کافی خوش ہوتے۔ انتہائی کم عمری میں آپ نے قرآن مجید اور دوسرے علوم پر عبور حاصل کیا۔ کم عمری ہی سے آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے زہد تقویٰ پرہیزگاری کی طرف فطرتی لگاؤ رکھتے۔ دینی علوم کی پیاس بجھانے کیلئے دور دراز کا سفر بھی فرمایا۔ کیمبل پور، اتمانزئی، بڈھ بیر میں دینی علوم حاصل کیے۔

بیعت وخلافت

بابا جی مبارک توحید الٰہی میں مست اور عشقِ رسول ﷺ سے سرشار تھے، کم عمری ہی میں قرآن شریف اور دوسرے دینی علوم پر عبور حاصل کیا تھا۔ علوم ظاہری کے ساتھ دل میں روحانی علوم کی شمع بھی روشن تھی۔ روحانی علوم کی تڑپ دل میں ایسی موجزن تھی کہ اولیاء اللہ کے آستانوں کا بھی سفر کیا۔ تصوف کی راہ پر چلتے ہوئے باقاعدہ فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ اسی مقصد کے حصول کیلئے اکوڑہ خٹک کی معروف روحانی شخصیت کے آستانے پر حاضری دی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سید مہربان علی شاہ صاحب بن سید حبیب شاہ بخاری سے باقاعدہ بیعت ہوئے۔ وہاں آپ کی پیاس نہ بجھی بعدازاں سید مہربان علی شاہ صاحب سے رخصتی کی اجازت چاہی انہوں نے آپ کو بخوشی اجازت عطا فرمائی۔ طریقت وتصوف کے علوم کو حاصل کرنے کیلئے کامل مرشد کی تلاش میں بے چین رہے۔

مرشد کی تلاش میں کربوغہ شریف کی حاضری

''مبلغ اسلام مداح نبوی ﷺ مجاہد اعظم حاجی محمد آمین صاحب بالآخر صاحبؒ مبارک کربوغہ شریف کے پاس تشریف لاکر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور کربوغہ شریف میں تین سال گزار کر صاحبزادہ فضل منان صاحب سے علم نحو اور صاحبزادہ عبدالجلیل صاحب سے منطق فنون میں علم حاصل کیا۔ حاجی محمد آمین صاحب حسب ارشاد مرشد کریم کربوغہ صاحب انگریزوں کے خلاف جہاد میں مشغول تھے۔'' (تذکرہ صاحب مبارک گل ابا صاحب، ص ۱۱۳)

عاشق صادق حاجی محمد آمین بابا جی مبارک نے اسی آستانے میں تجدید بیعت کی اور مرشد کامل سے باطنی فیض حاصل کرکے تصوف کی روحانی تسکین حاصل کی اپنے مرشد کے وصال کے بعد حضرت بابا جی قدس سرہ نے مجاہد اعظم حضرت حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی بابا جی سے ارادت قائم کی۔

مجاہد کبیر ولی کامل غوثِ زماں ترنگزئی بابا جی کے حضور حاضری

ترنگزئی بابا جی نے آپکو سلسلہ قادریہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے خلعت خلافت سے نوازا۔ سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ سہروردیہ میں حضرت پائندہ محمد صاحب المعروف بہ استاد صاحب ہڈہ شریف کے خلیفہ تھے۔ آپ کو بابا جی ترنگزئی قدس سرہ کے پیرومرشد نے بھی تبرکاً نقشبندیہ میں اجازت عطا فرمائی تھی۔ حضرت مبارک

کربوغہ صاحب جب اس دار فانی سے رحلت کر گئے تو بابا جی مبارک نے تجدید بیعت کا ارادہ فرمایا کہ ایسے کامل ولی کے ہاتھ میں ہاتھ دے جو پابند شریعت ہو اس لئے کہ بابا جی مبارک خود بھی شریعت کے انتہائی پابند تھے۔ مرشد کی تلاش میں رہتے ہوئے حاجی ترنگزئی بابا جی مبارک کی شخصیت دل میں سما گئے لہٰذا آپ نے مرشد سے بیعت کیلئے غازی آباد سرخ کمر کا سفر پیدل فرمایا اور مجاہد کبیر حضرت حاجی فضل واحد ترنگزئی بابا جی کے ہاں حاضر ہوئے اور مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی ترنگزئی بابا جی نے اسی وقت بابا جی مبارک کو اپنے دامن میں جگہ دی اور ساتھ ہی خلافت کے خلعت سے نوازا۔

انگریزوں کے خلاف جہاد

بابا جی مبارک نے جن ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر غلامی قبول کی تھی وہ اولیاء عظام ہمیشہ سے انگریز کے مخالف رہ چکے تھے اسی وجہ سے انگریزوں سے نفرت ایک فطری عمل تھا۔ شیخ الاسلام سوات بابا جی قدس سرہ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور آپ کے خلفاء نے آپ کے اذن پر لبیک کہتے ہوئے انگریزوں سے جنگیں لڑیں۔ اور کئی معرکوں میں انگریزوں کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا۔ سوات بابا جی قدس سرہ کے متعلقین ولی اللہ بابا جی تیراہ، شیخ کامل نجم الدین صاحب المعروف ہڈہ بابا جی مبارک، ولی کامل عمر شاہ کربوغہ شریف، مجاہد کبیر ترنگزئی بابا جی نے انگریزوں کے خلاف جو جہاد کیا تھا تاریخ کے اوراق میں وہ نمایاں الفاظ میں موجود ہے۔ عاشقِ صادق محمد آمین بابا جی مبارک نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر انگریزوں کے خلاف اسی جدوجہد کو جاری رکھا۔ ۱۹۲۹ء میں جب آپ تیسری بار حج بیت اللہ اور دیار مصطفیٰ ﷺ سے تشریف لا رہے تھے تو راستے میں آپ کو خبر مل گئی کہ انگریزوں نے پشاور شہر پر گولیاں چلائی ہیں اور بے گناہ شہریوں کو شہید کیا ہے تو آپ سیدھے اپنے پیرومرشد کربوغہ بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اجازت لے کر علاقہ تیراہ گئے اور انگریزوں کے خلاف محاذ قائم کرکے جہاد شروع کیا۔ اور انگریز حکومت کو چیلنج کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اگر ایک ہفتے کے اندر اندر ہمارے وطن سے اپنی فوج اور دفاتر ختم نہ کئے تو ہماری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ تیراہ میں تمام آفریدی قوم کے قبائل مثلاً ملک دین خیل، کمبر خیل اور میدان اور کزئی نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وعدہ کیا کہ دین اسلام اور وطن کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔ انگریزوں پر حملہ کرنے کیلئے للمہ اور ہڈہ شریف کے لوگوں میں جذبہ جہاد بیدار کیا وہاں کے لوگوں نے ہر قسم کی قربانی کا وعدہ کیا۔ ترنگزئی

باباجی کیلئے تیراہ میں ایک اجتماع مقرر کیا جس میں بوڑھے جوان سب نے شرکت کی اور دین اسلام اور وطن سے محبت کا اظہار کیا۔ اس اجتماع سے حکومت برطانیہ پر کافی اثر پڑا انہوں نے چھاونیوں سے اپنے اہل واعیال کو واپس انگلستان بھیج دیے۔ باباجی مبارک کی جدوجہد سے تیار ہونے والے لشکر نے ۱۹۳۰ء کو پشاور چھاونی اور مکڑی گودام پر حملہ کیا۔ انگریز فوج قلعہ بالاحصار تک ہی محدود رہی اور وہی سے گولیاں چلاتے رہے۔ یہ معرکہ تین دن تک جاری رہا جس میں انگریزی فوج کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ انگریزی فوج کا جرنیل اپنے دو سپاہیوں اور سترہ گھوڑوں سمیت باباجی مبارک کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ جب انگریز فوج قبائلی طاقت کا سامنا نہ کر سکی اور جگہ جگہ پر ان کے سپاہی ہتھیار ڈالنے لگے تو انگریزوں کو فکر لاحق ہوگئی کہ اب میدان جنگ میں مسلمانوں کو شکست دینا مشکل ہے تو علاقہ کے چند ضمیر فروش افراد کو استعمال کرنا شروع کیا تاکہ وہ کسی طریقے سے مسلمانوں میں انتشار پیدا کریں تاکہ مجاہدین کے پنجوں سے رہائی پا سکیں۔ انگریز اس بار پھر اپنی چال سے ان غداروں کے ذریعے جنگ بندی میں کامیاب ہوا۔ اس کے بعد انگریزوں نے مسلمان لشکر کے امیر حاجی محمد آمین باباجی مبارک کے بارے میں اپنی خفیہ کارندے لگائے کہ کسی طرح باباجی مبارک کو گرفتار کر سکیں۔ انگریز حکومت نے باباجی مبارک کا وارنٹ گرفتاری جاری کیا۔ باباجی مبارک اپنے پیر و مرشد کے کہنے پر کربوغہ تشریف لائے۔ کچھ دنوں بعد کربوغہ باباجی مبارک وصال فرما گئے۔ اس دوران انگریزوں نے باباجی مبارک کی گرفتاری کیلئے کافی کوششیں کیں تاکہ کسی طریقے سے آپ کا سراغ لگا سکیں۔ اس بار پھر انگریزوں نے وہی پرانی روش اپنا کر چند پولیس والوں کو لالچ دے کر باباجی کے بارے میں کھوج لگانے پر لگا دیا۔ پولیس کے کپتان نے کربوغہ شریف میں حاضری دی اور کربوغہ شریف کے سجادہ نشین سے ملے اور یہ باور کرایا کہ ہم محمد آمین باباجی سے ملنا چاہتے ہیں آپ کسی طرح ان کو یہاں بلائیں تاکہ ہم ان سے چند ضروری باتیں کر سکیں لہٰذا انگریزوں نے دھوکے سے باباجی مبارک کو کربوغہ شریف کے صاحبزادے کے ذریعے بلایا اور آپ کو دفعہ R.I U/S 40 FCR کے تحت ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو گرفتار کر لیا اور آپکو تین سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔ آپ نے جیل میں دو سال چھ ماہ چار دن گزارے۔ رہائی کے بعد آپ اپنے گاؤں سلیمان خیل روانہ ہوئے کہ انگریزوں کی طرف سے ایک بار پھر آپ کے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے۔ باباجی مبارک وہاں سے کربوغہ شریف تشریف لے گئے اور اپنے پیر و مرشد کی مزار پر حاضری دی اور وہاں سے حاجی ترنگزئی باباجی کی

خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاجی ترنگزئی باباجی نے نہ صرف آپ کو خلافت سے نوازا بلکہ مجاہدین کا سپہ سالار بھی منتخب کیا۔ حاجی ترنگزئی باباجی علاقہ ننگرھار میں تبلیغ وارشاد کو جاری رکھے ہوئے تھے کہ ۱۹۳۵ء میں آپ کو خبر ملی انگریزوں نے نختی کے مقام پر اپنی تمام تر قوت کو اکھٹا کیا ہے۔ ترنگزئی باباجی نے ایک منظم لشکر ترتیب دیا ایک طرف اپنے صاحبزادے فضل اکبر صاحب کو سپہ سالار مقرر کیا اور دوسری طرف حاجی محمد آمین باباجی مبارک کو جنگی جرنیل مقرر کیا۔ باباجی مبارک نے لشکر میں جذبہ بیدار کرنے کیلئے ایک پر اثر تقریر کی جس سے مسلمانوں کے لشکر میں قربانی کا جذبہ اور بھی تیز ہونے لگا۔ مجاہدین نے اپنے اپنے مورچے سنبھالے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی انگریز فوج باوجود جدید ہتھیاروں اور اسلحہ کے بھاگنے پر مجبور ہوگئی اس جنگ میں انگریز کے کئی پلٹنیں تباہ ہوئیں۔ دشمن کی مشہور پلٹن ''گائیڈ پلٹن'' ایسی تباہ ہوگئی کہ ان کا کوئی سپاہی زندہ نہیں بچ سکا۔ مسلمانوں کی طرف سے ۲۵ مجاہدین نے شہادت کا جام نوش کیا۔ اس جنگ میں بہت سامال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ دشمن بھاگ نکلا غازیوں نے اپنے دونوں جرنیلوں کیلئے گھوڑے تیار کئے دونوں جرنیل اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر مجاہدین کے لشکر کے آگے آگے روانہ ہوئے اور نہایت خوشی کے عالم میں غازی آباد پہنچے اور اپنے پیر و مرشد کو عظیم فتح کی خوشخبری سنائی۔ اس کے بعد مجاہدین نے انگریزوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور انگریزوں کو بار بار نقصان پہنچایا بالآخر انگریزی حکومت نے سرحد کے گورنر کے ذریعے مشروط جنگ بندی کیلئے حلیم زئی کے سفید پوشوں کا جرگہ بھیجا اور مشروط صلح کی۔ باباجی مبارک کچھ دنوں تک اپنے مرشد ترنگزئی باباجی مبارک کی خدمت میں رہے اور پھر اپنے مرشد کے حکم پر علاقہ ننگرہار افغانستان تشریف لے گئے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

افغانستان میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر

حضرت باباجی مبارک نے للمہ ھڈہ شریف سے دعوت وارشاد کا آغاز کیا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام نہایت مستعدی کے ساتھ شروع کیا۔ وہاں سنت کے خلاف بدعات کے ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہاں اکثر شادیوں یا دوسری تقریبات میں جو غیر شرعی رسمیں تھیں ان کے خلاف آواز اٹھائی۔ شادیوں کے تقریبات میں موسیقی ناچ و گانے بند کروائے۔ شروع شروع میں جب کسی تقریب میں ایسی بیہودہ رسم ہوتی تو آپ ان کے ہاں جرگہ بھیجتے تاکہ وہ ان برے بدعات سے اجتناب کریں، بعد میں

جب آپ کا حلقہ اثر زیادہ ہوا اور لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور برے بدعات سے تایب ہو گئے تو پھر جب کسی کے ہاں ایسی کسی غیر شرعی رواج کی خبر پاتے تو آپ کے متعلقین ان برے رسومات کو زور وزبردستی سے منع فرماتے اور سنت کے مطابق تقریبات کرنے کی تلقین فرماتے اور جب کوئی آپ کے خلاف حکومت افغانستان کے شکایت کرتے تو حکومت افغانستان ان کی شکایت کو مسترد کرتی اور باباجی مبارک کے اس نیک کام کی تائید کرتے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

وقت کے شاہ کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق

افغان صدر ظاہر شاہ سے ملاقات کی اور ان کو راہ راست پر لانے کیلئے کوشش کی افغان صدر سے فرمایا کہ آپ اسلامی مملکت کے صدر ہیں اور اللہ عزوجل نے آپ کو عزت و طاقت سے نوازا ہے اور اللہ عزوجل نے پورے ملک کا تسلط آپ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ تو آپ کا بھی فرض ہے کہ اس امانت کا صحیح استعمال کریں اور حضور سرورِ دو عالم ﷺ کے سنت کے مطابق زندگی گزاریں اور لوگوں کیلئے مثال بن جائے تا کہ عوام کے دلوں میں بھی سنتِ رسول ﷺ کی محبت پیدا ہو، اور لوگ غیر شرعی امور سے اجتناب کریں، اور آپ باقاعدہ طور پر ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کریں اور لوگوں کو راہ راست پر لانے کیلئے حکم نامہ جاری کریں تا کہ لوگ فسق و فجور عیش وعشرت اور غیر شرعی کاموں سے بچ سکیں۔ اور حکومت اسلامی قانون کے مطابق غیر شرعی کاموں پر سزا مقرر کریں اور غیر شرعی کاموں کو حکومتی سطح پر روکنے کے احکامات جاری کریں۔ ایسے نظام سے جب لوگ سنت کے مطابق زندگی شروع کرینگے تو اس سے اللہ عزوجل آپ کو بھی اجرِ عظیم سے نوازے گا اور عوام کی زندگی بھی شریعت کے مطابق سنور جائے گی۔ اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کی رعایا میں جتنے بھی غیر شرعی کام ہو رہے ہیں ان کے بارے میں قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائے گا اور روز آخرت میں آپ کو جواب دینا پڑے گا۔ آپ کی اس عظیم دعوت کو سن کر افغان صدر ظاہر شاہ خاموش رہے اور کہا کہ میں کوشش کروں گا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

افغانستان سے پشاور آمد

حضرت باباجی مبارک جب افغانستان سے پشاور تشریف لانے لگے تو اس وقت کے مشہور اخبار نے نمایاں سرخی کے ساتھ یہ خبر شائع کی۔

''فخر افاغنہ مولانا محمد آمین صاحب پشاور تشریف لا رہے ہیں مسلمانان پشاور کا فرض : پشاور ۱۴ انومبر یہ اطلاع پشاور کے اسلامی حلقوں میں نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ فخر افغان مولانا محمد آمین صاحب بروز جمعہ ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء صبح گیارہ بجے پشاور آرہے ہیں آپ کی ذات گرامی سے سرحد کا کوئی مسلمان ناواقف نہیں ہوگا۔ آپ صوبہ سرحد کے مشہور علماء میں سے ہیں اور پرانے قومی کارکن ہیں آپ بارہا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر چکے ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں جیل سے رہا ہو کر صاحب موصوف علاقہ مہمند آزاد تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ آج پورے آٹھ سال کے بعد اپنے وطن واپس آرہے ہیں معلوم ہوا ہے کہ کل بروز جمعرات آپ غازی آباد علاقہ ا(آزاد مہمند) سے شب قدر پہنچیں گے اور جمعہ کے دن صبح گیارہ بجے شاہی باغ پشاور کے قریب خدائی خدمتگاران، افغان جرگہ، رضا کاران مسلم لیگ اور مجلس احرار اسلام نیز سفید کپڑوں میں ملبوس خاکسار آپ کے استقبال کیلئے موجود ہوں گے۔ وہاں سے جلوس کی شکل میں انہیں پشاور شہر لایا جائے گا۔ آپ نماز جمعہ مسجد مہابت خان میں ادا کریں گے اور اس کے بعد آپ افغانوں کی تنظیم کے موضوع پر ایک تقریر فرمائیں گے۔ مسلمانان پشاور کا فرض ہے کہ وہ نہایت کثیر تعداد میں بروز جمعہ ۲۰ نومبر کو صبح گیارہ بجے شاہی باغ کے قریب پہنچ کر اپنے قابل فخر لیڈر کے جلوس میں حصہ لیکر اپنی اسلامی اخوت کا ثبوت دیں۔ (روزنامہ سرحد پشاور ۱۸ انومبر ۱۹۴۲ء بحوالہ ''تذکرہ عاشق رسول فخر کشمیر حضرت محمد امین رحمۃ اللہ علیہ، ص ۹۹، ۱۰۰)

یہاں یہ واضح کر دوں کہ اس اخباری خبر میں آپ کی خدمات اور جدوجہد کا اعتراف تمام سیاسی و اسلامی جماعتوں نے کیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کا تعلق ان میں سے کسی جماعت کے ساتھ تھا۔ بلکہ ان میں بیشتر جماعتوں کے نظریات سے آپ کو اختلاف تھا جس کی تفصیل اگلے صفحات میں پیش کی جائے گی۔

پشاور شہر میں اصلاحی اقدامات

حضرت باباجی مبارک ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء کو شب قدر کے راستے پشاور پہنچے۔ آپ کو ایک جلوس کی شکل میں مسجد

مہابت خان لایا گیا جہاں آپ نے نماز جمعہ کے بعد ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر شروع کی اللہ عزوجل کی حمد اور درود شریف اور نعت مبارک کے ساتھ ایسی ولولہ انگیز اور پر اثر تقریر فرمائی کہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی محبت کا جوش ابھرنے لگا۔ آپ نے اپنے تقریر میں پشاور میں غیر شرعی امور کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ ہم سب مسلمان اور پختون قوم ہیں اور ہمیں اسلام اور پختون تہذیب ہرگز یہ اجازت نہیں دیتی کہ ہم اپنے ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزت کو سر عام نیلام کرتے ہوئے تماشہ دیکھیں، کیونکہ اسلام نے عورت کو عزت کا مقام دیا ہے اور پختون قوم بھی اپنے ماں، بہن اور بیٹی کی عزت پر جان قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ ہمیں کبھی بھی یہ گوارا نہیں کہ کوئی ہمارے ماوں، بہنوں اور بیٹیوں پر کوئی بری نگاہ ڈالے۔ تو پھر اگر واقعی ہم سچے مسلمان اور پختون قوم سے ہیں تو پھر ہماری غیرت یہ کیسے گوارا کرتی ہے کہ پشاور شہر میں طوائف خانے اور عیش پرستی کے اڈے ہوں جہاں ہر وقت عورت کی عزت کو تار تار کیا جاتا ہو، لوگ فسق وفجور میں مبتلا ہوں عریانی و فحاشی کے نام پر کاروبار کیا جارہا ہو، جہاں عورت اپنی عزت کا سودا کرے اور ہم خاموش رہیں جہاں لوگ درندوں کی طرح اپنی ہوس کی خاطر حیوانیت پر اتر آئیں اور ماؤں بہنوں بیٹیوں میں تمیز نہ کرسکیں، یہ سب ہونے کے باوجود ہماری غیرت کہاں گئی ہمارا ایمان کہاں گیا کیا آپ لوگوں کو یہ گوارا ہے کہ ایسی عریانی و فحاشی ہماری غیرت اور اسلامی اقدار کو بہا ڈالے اور ہم خاموش تماشائی بن کر اس کے خلاف آواز بھی نہ اٹھائیں؟ کیا یہ ہمارے ایمان کو گوارا ہے؟ کیا پختون تہذیب اور غیرت اس پر خاموش رہ سکتی ہے؟ آپ نے اپنے تقریر کے دوران اپنے دستار کو سر سے اتار کر فرمایا کہ میں اس وقت تک یہ دستار نہیں پہنوں گا جب تک ان اڈوں سے مسلمان بہنوں عورتوں کی عزت بچانے کیلئے آپ میرا ساتھ نہ دیں، جب تک پشاور شہر سے فحاشی کے اڈے ختم کرنے کے اقدامات نہیں کرینگے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: تمام مسلمان عورتیں اور مرد آپس میں بھائی بہن ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی بہنوں کی عزت کیلئے اٹھ کھڑے ہوجائیں اور ان کو بدکاری سے روکیں۔ پگڑی تو عزت کی نشانی ہوتی ہے جب ہماری عزت ہی نیلام ہوجائے تو ایسی صورت میں کیسے پگڑی کو سر پر رکھیں؟ جب تک آپ لوگ مجھ سے وعدہ نہ کریں کہ اس نیک کام میں میرا ساتھ دیں گے اور ان فحاشی کے اڈوں کے ختم ہونے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے تو میں اس عزت والی دستار کو نہیں پہنوں گا۔ تمام لوگوں نے وعدہ کیا جس طرح آپ

فرمائیں گے اسی طرح کیا جائے گا اور ہم کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے یہ ہمارا وعدہ ہے۔ پھر ارباب عبدالغفور خان صاحب نے آپ کی دستار کو اٹھا کر آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ اسی وقت اس کام کو انجام تک پہنچانے کیلئے رضا کاروں کی ایک لسٹ تیار کی گئی جسمیں ہر کسی نے اپنا نام درج کیا۔ باباجی کی اس جدوجہد اور اقدام سے پشاور کی اصلاحی کمیٹی بھی حرکت میں آگئی اور حضرت باباجی مبارک کی مدد کیلئے لوگوں کو اکٹھا کرنے لگے اور ایک اشتہار بھی شایع کیا گیا۔

۱۱ دسمبر سے رضا کاروں نے ٹھٹھی بازار بند رکھنے کے اقدامات شروع کئے کافی جدوجہد اور مشکلات کے بعد آپ کی کوششوں سے یہ بازار اس فحش کاروبار سے پاک کردیا گیا۔ آپ نے اس بازار کا نام اسلام آباد رکھا مگر جب پاکستان کے دار الحکومت کا نام اسلام آباد رکھا گیا تو حکومت نے مذکورہ بازار کو حضرت حاجی محمد باباجی مبارک کے نام سے منسوب کرکے ''آمین آباد'' رکھ دیا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی مبارک شریعت کے نہایت پابند تھے۔ اسی لئے نیکی کی دعوت اور برائی سے روکنے میں بھی بے باک تھے۔ آپ ایسے عظیم مجاہد تھے کہ معاشرے میں برائیوں کے اصلاح کیلئے بھی مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے۔ کفار اور مشرکین سے میدان جنگ میں بھی لڑے، بدعقیدہ فتنوں کی سرکوبی کیلئے نعت مصطفی ﷺ بھی بلند کرتے رہے۔

آج پھر ضرورت ہے ایسے مجاہد اعظم کی جو معاشرے میں موجود ان برائیوں کے ختم کرنے کیلئے میدان میں آئے اور معاشرے کو فحاشی، عریانی، چوری، ڈکیتی، ظلم، اور گناہوں سے بچانے کیلئے کوشش کرے۔ آج یہ معاشرہ ذلت کے اس مقام پر پہنچا ہے کہ فحاشی اور عریانی، گانے بجانے کو روشن خیالی کا نام دیا گیا، مردوں اور عورتوں کے اختلاط کو وقت کی ضرورت قرار دیا۔ سود کو کاروبار کا نام دیا گیا۔ گناہ کو کوئی گناہ تصور نہیں کررہا۔ مذہبی آزادی کے نام پر ایک نئے مذہب کے بنیاد رکھی جارہی ہے، ایک ایسے مذہب کا بنیاد جہاں پر جس کا دل چاہے کسی بھی مذہب کی کسی بھی بات کو کرنے کا اختیار رکھتا ہو، گویا دین اکبری کی یاد ایک بار پھر تازہ ہونے لگی ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو انتہا پسندی کا نام دیا گیا، عشق مصطفی ﷺ اور تعظیم اولیاء کو شرک کا نام دیا گیا۔ شعائر اسلام سے لگاؤ کو بدعت کا نام دیا گیا۔ اس زمانے میں بھی اب ضرورت ہے مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کی، ضرورت ہے اعلیٰ حضرت امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری

قدس سرہ کی، اور ضرورت ہے مجاہد اعظم حاجی محمد امین باباجی مبارک جیسے ہستیوں کی جو معاشرے میں موجود اس زنگ کو دور کریں۔ اور دلوں کو عشقِ الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع سے روشن کریں۔

قائداعظم محمد علی جناح کا باباجی مبارک سے وعدہ

۱۹۴۵ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ پشاور تشریف لائے تھے تو باباجی مبارک کو بھی ملاقات کی دعوت دی گئی تھی۔ جب شاہی باغ میں قائداعظم محمد علی جناح کے استقبال کیلئے اکابرین جمع تھے اور سرکاری بینڈ باجے بڑے شور سے بج رہے تھے تو باباجی مبارک نے ان سے پوچھا کہ یہ بینڈ باجے کیوں بجائے جارہے ہیں جواب ملا کہ قائداعظم کی سلامی کیلئے، باباجی نے فرمایا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اور خود جا کر بینڈ باجے توڑ ڈالے اور تمام بینڈ والوں کو وہاں سے بھگایا۔ پھر جب باباجی مبارک نے قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات کی تو قائداعظم سے تحریری وعدہ لیا کہ پاکستان بننے کے بعد یہاں اسلامی نظام کا مکمل نفاذ ہو، کیونکہ پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' تھا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ)

جماعت ناجیہ صالحہ کا قیام

۹ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۶ اپریل ۱۹۴۶ء بروز جمعرات کو تبلیغ وارشاد کیلئے ایک جماعت تشکیل دینے کیلئے اجلاس بمقام مجاہد آباد طلب کیا جس میں مردان اور پشاور کے ۳۵۰ علماء نے شرکت کی۔ تمام حضرات نے آپ کی تجویز کو منظور کرلیا اور جماعت کا نام ''جماعت ناجیہ صالحہ'' رکھا گیا۔

جماعت کی اصول میں سب سے بڑا اصول یہ رکھا گیا کہ یہ جماعت حدیث نبوی ﷺ ''ما انا علیہ و اصحابی'' کے اصول کے تحت کام کرے گی۔

جہاد کشمیر اور باباجی مبارک

قیام پاکستان کے بعد جب بھارتی ہندوؤں نے کشمیری مسلمانوں پر مظالم شروع کئے تو کشمیر کے مسلمانوں نے اس ظلم و بربریت کے خلاف آواز اٹھائی، لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے کوئی منظم تنظیم بنانے میں ناکام رہے جس سے بھارتی انتہاپسندی کا مقابلہ کرسکیں۔ جماعت ناجیہ صالحہ کے قیام کو صرف سات مہینے ہوگئے تھے باباجی مبارک نے جماعت کے اراکین کا اجلاس بلایا اور کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم وزیادتی کے خلاف

جہاد کی ترغیب دی۔ چنانچہ ۲ نومبر ۱۹۴۷ کو باباجی مبارک نے ۸۰ مجاہدین کا لشکر تیار کیا۔ یہ مجاہدین مظفر آباد، ڈومیل چناری، اوڑی، سے ہوتے ہوئے پٹن کے مقام پر جو سری نگر اور بارہ مولا کے درمیان واقع ہے دشمن کی پلٹن سے مقابلہ کیا اور دشمن کو جہاد ایمانی سے شکست دے دی، اس معرکہ میں اللہ عزوجل نے عظیم فتح نصیب فرمائی۔ دوسری بار باباجی مبارک اور ارباب عبدالغفور نے تین ہزار مجاہدین کی معیت میں دشمن پر حملہ کیا دشمن اپنے علاقے کو چھوڑتے ہوئے پیچھے بھاگتا گیا، باباجی مبارک برابر پیش قدمی کرتے رہے اور ان کو خبر ہی نہ ہوئی کہ مجاہدین بہت پیچھے رہ گئے سری نگر سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک پل کے قریب بم دھماکہ سے آپ شدید زخمی ہوگئے اس وقت آپ کے ساتھ صرف گیارہ مجاہدین تھے۔ جس میں تین مجاہدین جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ کے زخمی ہونے کے بعد باقی مجاہدین حوصلہ ہار بیٹھے اور ساٹھ میل پیچھے اوڑی کے مقام پر واپس آگئے اور مفتوحہ مقامات پر نہیں جمے۔ باباجی مبارک زخمی خالت میں ایبٹ آباد کے ہسپتال میں علاج کیلئے لائے گئے جہاں باباجی مبارک ۲۰ دن تک زیر علاج رہنے کے بعد ایک سو مجاہدین کا لشکر لے کر اوڑی کے محاذ چکوٹی کے مقام پہنچے سخت سردی اور برف باری کے باوجود دو ماہ تک یہاں قیام کیا تا کہ دشمن کو مزید پیش قدمی سے روک سکیں جس میں آپ کامیاب رہے، مگر وسائل اور اسلحے کی کمی کے پیش نظر واپس پاکستان کا ارادہ فرمایا، تا کہ یہاں سے مجاہدین کیلئے اسلحہ اکٹھا کرسکیں۔

باباجی مبارک کے اعلیٰ مجاہدانہ کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے محاذ کے ایک بڑے فوجی افسر جنرل کمال خان نے صوبہ سرحد (موجودہ، خیبر پختونخواہ) کے وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان کے نام ایک سفارشی خط لکھا جس میں باباجی مبارک کے اعلیٰ کارناموں کی وجہ سے سفارش کی گئی تھی کہ اسلحہ کے متعلق باباجی مبارک جو ارشاد فرمائیں گے بلا چوں و چرا میں اس کی امداد کیلئے سفارش کرتا ہوں۔ ایبٹ آباد کے ڈپٹی کمشنر غلام سرور خان نے بھی جنرل کمال خان کی تائید میں وزیر اعلیٰ کو خط لکھا جس میں باباجی مبارک کے جذبہ جہاد کی تعریف کی گئی تھی اور سفارش کی گئی تھی کہ باباجی مبارک اور ان کے ۵۰۰ مریدین جو جہاد کے شوق سے سرشار اور ملک وقوم کے وفادار ہیں کو اسلحہ دیا جائے۔ وزیر اعلیٰ نے بظاہر اسلحہ رکھنے کی اجازت دی مگر دوسری طرف اس پر عمل درآمد نہ کرنے کا بھی کہا تھا۔ باباجی مبارک کی جماعت جو اسلحہ جمع کرتی رہی پولیس نے جماعت ناجیہ کے اسی اسلحے کو ناجائز قرار دیا، اسی طرح کئی جگہوں پر مجاہدین کے اسلحہ کو ضبط کیا گیا اور جرمانے عائد کئے گئے، باباجی مبارک اس سلسلے میں کئی بار پولیس افسروں سے ملے مگر کوئی فائدہ

نہیں ہوا، باباجی مبارک نے وزیراعلیٰ خان عبدالقیوم خان سے کئی بار ایسے حالات وواقعات کے بارے میں شکوہ کیا مگر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا، وہاں محاذ پر باباجی مبارک کے مجاہدانہ صلاحیتوں کی بہت اشد ضرورت تھی، محاذ پر فوجی افسروں نے باباجی مبارک اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر ایک بار پھر پاکستان کے دارالخلافہ کراچی کو اطلاع دی جس میں جماعت ناجیہ کے لئے پانچ سو بندوقوں کی سفارش کی گئی تھی۔

راولپنڈی کے جنرل طارق صاحب نے جماعت ناجیہ کے بزرگوں کو دعوت دی جس پر حضرت باباجی مبارک بذات خود تشریف لائے اور جنرل طارق سے ملے اور ان سے اپنے اسلحہ کے بارے میں بھی اطلاع دی کہ وہ بلا لائسنس ہیں او ان کا رکھنا جرم ہے جنرل طارق صاحب نے کسی ذریعے سے حکومت سے منظوری لے لی کہ جماعت ناجیہ کی بندوقوں کو نہ پکڑا جائے۔

تیسری بار ایک بار پھر کشمیری مسلمانوں کو بھارتی مظالم سے نجات کیلئے باباجی مبارک جہاد کیلئے روانہ ہوئے۔اس بار بھی باباجی مبارک اوران کی جماعت ناجیہ بڑے جاں فشانی سے لڑے،اس دوران قبائلی علاقوں کے مجاہدین بھی جہاد کیلئے پہنچ گئے۔قبائلی قوم کئی دن پیدل سفر کرتے ہوئے لڑنے کیلئے آگئے تھے مگر ان کے پاس وسائل کی بھی کمی تھی اوران کیلئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ بھارتی افواج نے کچھ ایسے حالات پیدا کردیئے کہ کچھ ناخوشگوار واقعات پیش آئے جس کے پیش نظر مخالفین نے قبائلی مجاہدین کے خلاف ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ قبائلی مجاہدین پر کئی الزامات لگائے،اور مخالفین اپنی اس تدبیر میں بھی کامیاب ہوگئے۔اخباری پروپیگنڈوں نے قبائلی مجاہدین کے بارے جوافواہیں پھیلائیں وہ بھی دشمن کی ایک چال تھی کہ یہاں بھی اپنے ایجنٹوں سے کام لیا۔مجاہدین پر تنقید کرنے والے خود تو نرم بستروں میں آرام فرماتے نہ کوئی خوف اور نہ کوئی ڈر وہ کیا جانتے تھے کہ محاذ پر کن کن مشکلات سے دوچار رہنا پڑتا ہے۔وہ تو آرام سے گھروں میں بیٹھ کر صرف تنقید ہی کرسکتے تھے۔اور دشمن نے اسکا خوب فائدہ اٹھایا۔باباجی مبارک اپنے مجاہدین کے ساتھ بڑے اخلاص سے لڑتے رہے،جماعت ناجیہ کے بارے میں ایسی کوئی خبر نہیں تھی نہ ان کا ایسے ناخوشگوار واقعات سے تعلق تھا،اس جماعت کو ایسے علماء کی سربراہی حاصل تھی جو شرعی اصولوں پر چلنے والی تھی،اور شریعت کی عین پابند تھی تاریخی شواہد کے پیش نظر بھی جماعت ناجیہ پر نہ کوئی الزام لگا نہ ان کے بارے میں کوئی ایسا ثابت کرسکا۔باباجی مبارک نے بھی ان قبائلی جماعت سے لاتعلقی کا اظہار کیا تھا، جنرل کمال کے استفسار پر باباجی مبارک نے ان کو خط میں لکھا تھا ''محترم کمانڈر

صاحب السلام علیکم، آپ کا خط جس میں آپ نے قبائلی مجاہدین کی بری حرکات کے بارے میں پوچھا تھا ملا۔جواباً عرض ہے کہ یہ پارٹی میری جماعت سے تعلق نہیں رکھتی۔اس لئے آئندہ غیر افراد کی بری حرکات ہماری طرف منسوب نہ فرمائیں۔''

باباجی مبارک کی جماعت نے کافی کوششوں سے مشکلات کے باوجود دشمن کے کئی علاقوں کو فتح کیا۔جیسا کہ سیالہ کیمپ میں امیرالمجاہدین نے بمعہ ناظم اعلیٰ اور نائب امیرالمجاہدین جنرل طارق صاحب سے ملاقات کی، جنرل طارق نے تحصیل مینڈر کی فتح پر جماعت ناجیہ کو مبارک باد دی اور اپنی طرف سے ان مجاہدین کو اسناد سے نوازا۔(۱) امیرالمجاہدین حضرت حاجی محمد امین باباجی مبارک (۲) ناظم اعلیٰ عبدالحلیم صاحب (۳) نائب امیرالمجاہدین مولانا سربلند خان صاحب (۴) امیر نشر واشاعت حبیب الرحمٰن صاحب (۵) مولوی عبدالمستعان صاحب۔جماعت ناجیہ نے واپسی کا ارادہ کیا تاکہ مجاہدین کیلئے مزید امداد اکھٹی کرسکیں اور دشمن کے مقابلے کیلئے ایک نئی شان سے ایک بار پھر جہاد کی تیاری شروع کریں، واپسی پر جماعت ناجیہ کے استقبال میں تمام کیمپوں نے بڑی گرم جوشی دکھائی خاص طور پر سیالہ کیمپ نے کافی حوصلہ افزائی کی۔یہاں آکر باباجی مبارک نے ایک بار پھر جہاد کی تیاری شروع کردی،اسی سلسلے میں باباجی مبارک نے کراچی کا سفر کیا اور گورنر جنرل پاکستان خواجہ ناظم الدین صاحب سے ملاقات کی اور ان کے سامنے اپنا مدعا بیان فرمایا۔گورنر پاکستان نے وعدہ کیا کہ وہ مجاہدین کی ہر ممکن حد تک مدد کریں گے۔باباجی مبارک کراچی سے واپس تشریف لائے اور نہایت ہی تھوڑے عرصے میں دو ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کیا لہٰذا چوتھی بار جہاد کیلئے تیار ہوئے کہ اسی دوران پاک و ہند جنگ بندی کا معاہدہ ہوگیا جس کی وجہ سے آپ نے حکومت پاکستان کے معاہدے کا پاس رکھتے ہوئے جانے کا ارادہ مؤخر کردیا۔

آزاد کشمیر حکومت نے آپ کو اور آپ کی تنظیم جماعت ناجیہ کے شاندار کارناموں کو بہت سراہا اور شکریہ ادا کیا۔حکومت نے ۲۳ جولائی ۱۹۴۹ء کو باباجی مبارک کو راولپنڈی آنے کی دعوت دی اور آپ کو فخر کشمیر کے خطاب کی سند عطا کی اور ساتھ ہی آپ کے ۲۰ سالاران جماعت کو بھی بہادری کی اسناد عطا کئے گئے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی مبارک نے کشمیر میں اعزازی گورنر کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیں۔

پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے کوششیں

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ گورنر ناظم الدین صاحب سے ملاقات کے دوران پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ پر زور دیا، اس سلسلے میں خواجہ ناظم الدین صاحب کو خط بھی لکھا اور ملک میں غیر شرعی امور کے خلاف اقدامات کی طرف توجہ مبذول کروائی تا کہ وہ ملک سے فحاشی وعریانی اور غیر شرعی امور کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کریں۔ نفاذ شریعت کیلئے سارے صوبوں میں جلسے منعقد کئے۔ اور اشتہار شایع کئے جس میں ''صدائے حق ایک ضروری مطالبہ'' کو بہت شہرت ملی جو لیاقت علی خان کے پشاور دورے پر شایع کیا گیا تھا۔ ان جلسوں کا یہ اثر ہوا کہ صدر پاکستان کے پرائیویٹ سیکرٹری حسن اے شیخ نے باباجی مبارک کو خط لکھا جسمیں لکھا گیا تھا کہ ''میں اب خوشی سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ دستور ساز اسمبلی کا اجلاس ۷ مارچ ۱۹۴۹ء بروز پیر آئینی مسائل پر بحث کرنے کے مقصد کے لئے بلایا گیا ہے ۔۔۔ قرارداد مقاصد اسمبلی کے سامنے بحث یا منظور ونا منظور کیلئے پیش کئے جائیں گے ۔۔۔ میں خاص طور پر آپ کو اس نئی پیش رفت کے بارے میں مطلع کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایک ابتداء ہے۔ ان عوامل کی جن کے بارے میں میں نے آپ کو پہلے خط میں لکھا ہے، جو میں نے آپ سے عرض کیں تھیں۔''

وزیر اعظم لیاقت علی خان نے حضرت باباجی مبارک کی تحریک پر اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: ''میرا ایمان اور عقیدہ ہے کہ پاکستان میں امن و امان فقط شریعت کی بدولت ہی ممکن ہے جس طرح یہ جماعت ناجیہ کا نصب العین ہے''۔

پاکستان کے حکمران ناظم الدین صاحب اور سردار عبدالرب نشتر وزیر مالیات نے بھی باباجی مبارک سے ملاقات میں یقین دہانی کرائی کہ وہ بھی پوری کوشش کرینگے۔ آج بھی حکمران اگر لیاقت علی خان کی اس خواہش پر عمل کریں تو پاکستان کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

پاکستان میں اسلامی نفاذ کیلئے باباجی مبارک نے کافی کوششیں کیں اس مقصد کیلئے ''رسالہ الصادقہ'' کا اجرا بھی کیا گیا جس میں بار بار حکومت سے اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا۔ اور خصوصی مضامین شایع کئے گئے۔

جنگ نہر سویز میں شرکت کا شوق

چھٹی بار حج کے موقع پر جب مصر میں نہر سویز کے مسئلہ پر جنگ شروع ہوئی تو آپ نے ارادہ کیا کہ وہاں جا کر مصر کے مسلمانوں کی مدد کی جائے۔ آپ نے سعودی حکمرانوں سے درخواست کی کہ وہ ان کو مصر بھیج دیں مگر کافی کوششوں کے باوجود آپ جا نہ سکے۔ اس دوران یہاں پاکستان میں آپ کی شہادت کی افواہ پھیلی کہ آپ نہر سویز کی جنگ میں شہید ہو چکے ہیں۔ روزنامہ انجام پشاور نے بھی اس خبر کو شائع کیا۔ اس خبر سے تمام ملک میں سخت غم و پریشانی پھیل گئی، بعد میں مدینہ منورہ سے آپ کی خیریت کی خبر آگئی جس سے لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس خط کو روزنامہ انجام پشاور میں شایع کیا گیا تا کہ لوگوں کو آپ کی خیریت کے بارے میں علم ہو جائے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی مبارک اور دارالعلوم دیوبند کا سفر

باباجی مبارک کے گلشن کے چشم و چراغ حضرت علامہ مولانا محمد شفیق امینی قادری صاحب کی زبان مبارک سے انکا بیان مبارک فقیر (فاروقی) کے پاس بطور آڈیو ریکارڈ موجود ہے جس میں دارالعلوم دیوبند کے سفر کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ علامہ محمد شفیق امینی صاحب نے فقیر (فاروقی) سے فرمایا کہ ان کے پاس بھی حضرت ہاشم خان صاحب مرحوم کا بیان بطور ریکارڈ موجود ہے۔ حضرت ہاشم خان صاحب مرحوم جن کو وصال ہوئے ابھی چند مہینے ہوئے ہیں۔ جو باباجی مبارک کے ساتھ مختلف اسفار میں ساتھ رہے اور باباجی مبارک کے خاص خدام میں ان کا شمار ہوتا تھا نے مجھ سے یہ بیان فرمایا۔

''باباجی مبارک کا خیال تھا کہ اس کی جماعت ''جماعت ناجیہ صالحہ'' کسی ایسی جماعت کے ساتھ مل جائے جو ملک میں شرعی اصولوں کے پیش نظر اصلاحی اور معاشرتی برائیوں کی روک تھام کرے اور اسلامی نظام کے نفاذ میں کردار ادا کرے۔ اس سلسلے میں باباجی مبارک نے تمام اسلامی جماعتوں کے منشور پڑھے۔ تمام جماعتوں میں جماعت اسلامی کا منشور باباجی مبارک کو پسند آیا مگر باباجی مبارک کو مودودی صاحب کے عقائد سے اختلاف تھا اسی لئے جماعت اسلامی سے رابطہ کیا اور ان کے سامنے آٹھ شرائط رکھیں، کہ اگر جماعت اسلامی ان آٹھ شرائط کو مان لے تو باباجی مبارک اپنی جماعت کا الحاق جماعت اسلامی کے

ساتھ کرنے کو تیار ہے۔ ان آٹھ شرائط میں پہلی شرط داڑھی کی مقدار کے بارے میں تھی کیونکہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت داڑھی کے قبضہ برابر رکھنے کے وجوب کے قائل نہیں۔ داڑھی کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ یہ تھا کہ داڑھی صرف اس قدر رکھنی چاہئے کہ جسے عام لوگ داڑھی رکھنا کہیں، اور مقدار معین (مشت برابر) کیلئے کوئی دلیل شرعی نہیں۔ باباجی مبارک اس مسئلہ کے بارے سنت عملیہ متواترہ یعنی داڑھی شریف کے وجوب کے قائل تھے۔ اس مسئلہ کے بارے مودودی صاحب سے ملے اور ان سے فرمایا کہ داڑھی کے متعلق آپ کی جو رائے ہے وہ غلط ہے اس مسئلے کے بارے میں ہمارے پاس دلائل موجود ہیں اگر چاہو تو وہ ہم پیش کرنے کیلئے تیار ہیں مودودی صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اسی مسئلے پر گفتگو کرنے کیلئے باباجی مبارک مودودی سے ملنے کیلئے پٹھان کوٹ روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ کتابیں بھی لے گئے تاکہ مودودی صاحب کو قائل کرسکیں۔ چونکہ ان دنوں مودودی صاحب پٹھان کوٹ میں قیام پزیر تھے، باباجی مبارک مودودی صاحب سے ملنے ان کے گھر پر گئے مگر مودودی صاحب نے ملاقات نہیں کی۔ باباجی مبارک نے وہاں سے واپسی کا ارادہ کیا مگر آپ کے ساتھیوں میں کسی نے اپنا مدعا ظاہر کیا کہ جب ہم ہندوستان آگئے ہیں تو یہاں پر دارالعلوم دیوبند بھی جانا چاہئے جو ایک علمی مرکز ہے اور صوبہ سرحد کے پختون طلباء کافی تعداد میں یہاں علم حاصل کررہے ہیں ان سے ملاقات بھی ہوجائے گی، باباجی مبارک نے اس تجویز کو قبول کیا اور وہاں سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، جب دارالعلوم دیوبند میں یہ خبر پھیل گئی کہ حاجی محمد امین باباجی مبارک تشریف لائے ہیں تو وہاں موجود پختون طلباء میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور باباجی مبارک سے ملنے کیلئے تشریف لاتے رہے۔ اور اپنے عقیدت کا اظہار کرنے لگے۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند میں تقریباً ۴۰۰ کے قریب پختون طلباء پڑھ رہے تھے۔ ان طلباء نے باباجی مبارک کو خوب عزت دی اور آپ کی آمد پر اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ جب دارالعلوم دیوبند کے منتظمین، اساتذہ اور شیوخ نے دارالعلوم کے طلباء کا یہ جذبہ عقیدت ملاحظہ کیا تو انہیں یہ بات اچھی نہیں لگی، اور ان کے دل میں تعصب کی آگ بھڑک اٹھی، ان شیوخ کا خیال تھا کہ باباجی مبارک صرف صوفی پیر ہیں اور شریعت کے عالم نہیں، اسی لئے وہاں کے شیوخ نے یہ مشورہ کیا باباجی صاحب کو وعظ کی دعوت دی جائے، یہ شیوخ سمجھتے رہے کہ باباجی عالم نہیں ہیں، اور علماء دیوبند کے سامنے تقریر نہیں کرسکیں گے جس سے یہ پختون طلبہ شرمندہ ہوجائیں گے، تب جاکے ہم ان طلباء کو بتادیں گے آپ لوگ ایک ایسے شخص کے معتقد ہیں اور

تعظیم کرتے ہیں جن کو شریعت کا علم ہی نہیں ہے۔ دیوبندی شیوخ کی اس چال کے بارے میں ان طلبہ کو خبر مل گئی تو ان کی کوشش رہی کہ باباجی مبارک وعظ ونصیحت کی اس دعوت کو قبول نہ کریں کیونکہ اگر باباجی مبارک نے کوئی ایسی ویسی بات تقریر کے دوران کہیں تو اس سے باباجی مبارک پر تنقید کا موقع مل جائے گا (یہ بات وہاں کے ایک طالب علم نے ہاشم خان صاحب کو بتائی جو بعد میں چارسدہ کے تبلیغی مرکز کے سابق امیر رہ چکے ہیں) جب باباجی مبارک کو دعوت دی گئی تو طلباء نے باباجی مبارک سے کہا کہ باباجی آپ آرام فرمائیں کیونکہ آپ تھکے ہوئے ہیں لیکن باباجی مبارک نے ان کی دعوت کو قبول فرمایا۔ نماز مغرب کے بعد ایک طالبعلم اٹھ کے کھڑا ہوگیا اور باباجی مبارک کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ سرحد پختون علاقے سے ایک صوفی حضرت تشریف لائے ہیں جو ہمیں اپنے مواعظ حسنہ سے نوازیں گے اس اعلان کو سنتے ہی وہاں کے شیوخ متوجہ ہوئے کہ کیا بیان کریں گے۔ باباجی مبارک نے بیان شروع کیا تو حمد ودرود شریف کے بعد ایک حدیث مبارکہ پڑھی اور پھر فرمایا کہ یہ میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے میں دارالعلوم دیوبند کے علماء کے سامنے لب کشائی کررہا ہوں۔ پھر باباجی مبارک نے فرمایا کہ میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک حدیث مبارکہ تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ اس سے پہلے کہ میں اس حدیث مبارکہ پر نحوی، صرفی، لغوی، منطقی تحقیق پیش کروں آپ حضرات پر واضح کردوں کہ یہاں دارالعلوم دیوبند میں جو بات میں نے محسوس کی وہ یہ کہ یہاں علم تو ہے مگر یہاں ادب وتعظیم بالکل ہی نہیں۔ ان خیالات کا اظہار بالکل کھلے الفاظ میں بیان کیا پھر حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے دو گھنٹے اسی حدیث مبارکہ پر تقریر فرمائی، باباجی مبارک نے جب تقریر ختم فرمائی تو وہاں موجود حضرات آپ کی عقیدت میں کھڑے ہوگئے اور بڑے تعظیم ومحبت سے ملنے لگے۔ جن حضرات نے یہ پلان بنایا تھا کہ باباجی مبارک علمی تقریر نہیں کر سکیں گے وہ خود شرمندہ ہوگئے، اب وہ سمجھے کہ یہ صرف ایک صوفی ہی نہیں بلکہ بڑے عالم دین بھی ہیں۔ باباجی مبارک پر دیوبند کی اصلیت ظاہر ہوگئی تھی اسی وجہ سے وہاں بھی بغیر کسی جھجک اور خوف کے ان کے عیوب بیان فرمائے۔ اسکے اگلے ہی دن باباجی مبارک وہاں سے دہلی روانہ ہوئے۔ اور اس کے بعد پھر نہ کبھی باباجی مبارک دیوبند گئے اور نہ دارالعلوم دیوبند سے کوئی تعلق رکھا اور نہ کبھی دیوبند کے بارے میں کسی قسم کا ذکر کیا۔ وہاں سے دہلی جامع مسجد کے امام صاحب کی دعوت پر دہلی جامع مسجد گئے وہاں نماز پڑھی نماز کے بعد باباجی مبارک نے ان سے بیان فرمایا کہ یہاں نماز میں نمازی قومہ اور جلسہ

خیال نہیں رکھتے اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔'' (روایت ہاشم خان مرحوم)

جعفر خان صاحب آف کلابٹ ضلع صوابی بیان کرتے ہیں کہ

''میرے ایک کرنل صاحب دوست تھے اس نے مجھ سے کہا کہ باباجی مبارک سے پوچھ لوں کہ اپنے بچوں کو غلام خان صاحب کے مدرسے میں دینی علوم کیلئے داخل کروا دوں؟ میں نے اس بارے میں جب باباجی مبارک سے بات کی تو باباجی مبارک نے فرمایا کہ جعفر خانہ اپنے دوست سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے بچوں کو غلام خان کے مدرسے میں داخل کروا دیں تو ان کے بچے علم تو سیکھ لیں گے مگر بے ادب گستاخ اور بدعقیدہ بن جائیں گے''۔جعفر خان صاحب کا یہ بیان علامہ محمد شفیق امینی صاحب کے ویڈیو ریکارڈ موجود ہے۔ باباجی مبارک وہی عقائد رکھتے تھے جن پر دیوبندی حضرات شرک وبدعت کا الزام لگاتے ہوئے ان عقائد کو بریلوی عقیدہ بتاتے ہیں۔آیئے چند ایسے عقائد کا ذکر کرتے ہیں جو علماء دیوبند کے نزدیک یا تو شرک ہے یا بدعات!

کرامات

آیئے باباجی مبارک کی چند کرامات ملاحظہ فرماتے ہیں تا کہ ایمان کی تازگی نصیب ہو۔

دور سے اپنے چاہنے والوں پر نظر

عمر زئی کی ایک مسجد میں میلادالنبی ﷺ کی ایک تقریب منعقد ہوئی باباجی مبارک کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور علماء کرام بھی وقت مقررہ پر پہنچ گئے تھے۔سب علماء باباجی مبارک کے انتظار میں تھے۔صاحبزادہ احمد جان صاحب جس نے یہ جلسہ منعقد کیا تھا وہ پریشانی کی حالت میں بڑے بے چین تھے کہ باقی تمام حضرات تو آ گئے ہیں لیکن باباجی مبارک ابھی تک تشریف نہیں لائے، احمد جان صاحب کی پریشانی اس قدر بڑی کہ اپنے جذبات پر بھی قابو نہ رکھ سکے اور اپنی بے چینی کا اظہار شروع کرنے لگے، احمد جان صاحب کی بے چینی و بے قراری ان کے چہرے اور کلام سے سب پر عیاں تھی۔ باباجی مبارک تخت بھائی کے علاقے میں تھے جو علاقہ عمر زئی سے کافی دور تھا، راستے کی خرابی اور گاڑی کی عدم دستیابی کی وجہ سے باباجی مبارک کو دیر ہو گئی تھی، ادھر پریشانی کی حالت میں احمد جان صاحب کی بیتابی سب پر واضح تھی، اور وہ بیقراری اور بے چینی کی وجہ سے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے جا رہے تھے، کہ اتنے

میں باباجی مبارک تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا کہ میں نے تخت بھائی ہی میں احمد جان صاحب کی بے چینی، بے قراری، پریشانی کو ملاحظہ کیا تھا، یہ سن کر سب لوگ حیران رہ گئے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

مرید کے احوال سے باخبر

ناظم عبدالکریم بیان کرتے ہیں ایک بار جب میں باباجی مبارک کے دیدار کیلئے روانہ ہوا تو معمول کے مطابق گھر ہی میں غسل کیا نئے کپڑے پہنے خوشبو لگانی چاہی لیکن دستیاب نہیں تھی بڑا دکھ بھی ہوا، کہ ایسے میں کیسے مرشد کے ہاں حاضری دوں مگر دل دیدار کیلئے بے چین تھا خوشبو لگائے بغیر ہی چل پڑا۔ باباجی مبارک کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوئی۔ واپسی پر باباجی مبارک سے اجازت چاہی تو باباجی مبارک نے اپنے جیب مبارک سے خوشبو کی شیشی نکالی اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ نئے کپڑے پہننے کے بعد کام آئے گی۔ باباجی مبارک کا ارشاد سن کر مجھ پر ایک حالت طاری ہو گئی، کہ باباجی مبارک کس شان والے ولی کامل ہیں۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

بیماری سے شفا مل گئی

عبدلکریم صاحب بیان کرتے ہیں ایک دن گرمیوں کے موسم میں کام کی زیادتی کی وجہ سے سخت گرمی لگ گئی جس سے میری حالت غیر ہو گئی جس سے میں نڈھال ہو کر چارپائی پر گر پڑا پیٹ میں بھی شدید درد ہونے لگا اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں باباجی مبارک کی زیارت نصیب ہوئی باباجی نے فرمایا یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے آپ جہاد کشمیر میں تو اچھے خاصے صحت مند تھے؟ میں نے عرض کی سرکار جہاد سے واپسی کے بعد آپ نے مجھ پر نظر کرم ہی نہیں فرمائی! اس پر باباجی مبارک نے فرمایا میں تو آپ کیلئے دعا گو رہتا ہوں، میں عرض گزار ہوا سرکار مجھے دعا کے ساتھ ساتھ دوا کی بھی ضرورت ہے۔ باباجی مبارک نے فرمایا بے فکر ہو اٹھ کے جاؤ گھر میں جوائن ہو تو اسے پانی کے ساتھ کھا لو انشاء اللہ شفا نصیب ہو گی، یہ سنتے ہی میری آنکھ کھل گئی اور فوراً اٹھ کے پانی کے ساتھ جوائن کھالی جس سے فوراً میری تکلیف و بیماری دور ہو گئی اور اللہ عزوجل نے مجھے شفا عطا فرمائی۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

آپ کے دست مبارک سے زخمی آنکھ کو شفا نصیب ہوئی

گلروز صاحب جو ابھی بالکل چھوٹے تھے کہ باباجی مبارک کے نواسے غفران صاحب کی ائیرگن کے چھرے سے گلروز صاحب کی آنکھ زخمی ہوگئی انکے والد اپنے بیٹے کو زخمی حالت میں باباجی مبارک کے پاس لائے اور ماجرا سنایا کہ اب بیٹے کی آنکھ کا کیا بنے گا؟ باباجی مبارک نے فرمایا اللہ خیر کرے گا اور اپنا ہاتھ مبارک اس زخمی آنکھ پر پھیرا۔ آپ کے ہاتھ مبارک کی برکت سے آنکھ ٹھیک ہوگئی۔ آنکھ میں زخم کا نشان موجود تھا مگر بینائی پر کوئی اثر نہیں پڑا، گلروز صاحب باباجی مبارک کی یہ کرامت سب کو سناتا اور دکھاتا رہتا۔ (ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی کی برکت سے بنجر زمین ہریالی ہوگئی

محمد عزیز بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں پانی کی بہت زیادہ قلت تھی پینے کا پانی بھی دور سے لاتے۔ جب باباجی مبارک ہمارے علاقے میں تشریف لائے اور یہ صورتحال دیکھی تو سب گاؤں والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہاں کاریز کھودتے ہیں مگر آپ سب کو وعدہ کرنا ہوگا کہ پانی نکلنے کے بعد اسے بیچوگے نہیں کیونکہ پانی بیچنا خلاف شرع ہے۔ اگر کسی نے وعدہ خلافی کی تو اس پر جرمانہ عائد ہوگا جو کہ ایک بیل ۲۵ من چاول اور مکان کا نذر آتش ہونا ہوگا۔ سب حضرات نے وعدہ کیا۔ باباجی مبارک نے سات کنکریاں ہاتھ میں لے کر دم کیں اور کاریز والی جگہ پر پھینکیں اور پانی کیلئے کھدائی شروع کی۔ اللہ کے فضل سے وہاں پانی نکل آیا، اور یہ نہ صرف پینے کے کام آیا بلکہ اس سے ہماری زمینیں بھی سیراب ہوئیں، ریگستانی زمین آباد ہونے لگی، بنجر زمین پر ہریالی نکل آئی، زمین ایسی فصل دینے لگی کہ ہم سب حیران رہ گئے، پانی کی قلت ختم ہوگئی۔ لوگ اپنی زمینوں میں گنے کی کاشت کرنے لگے جو بہت کامیاب ہوئی، لوگوں نے اس پانی کو نالیوں کے ذریعے دور دور تک پہنچایا۔ جب تک باباجی مبارک وہاں قیام پزیر رہے وہاں ہر طرف ہریالی اور فصل تیار ہوتی رہی لیکن جب باباجی مبارک وہاں سے واپس تشریف لے گئے تو وہ علاقہ ویران پڑ گیا۔ اور جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو یہ علاقہ مٹی کا ڈھیر بن گیا۔ اس علاقے میں باباجی مبارک کا مکان اور باباجی مبارک کے نام سے منسوب مسجد کو روسی افواج شہید کیا ہے۔ اور للمہ کی وہ زمین

ایک بار ویران ہوگئی ہے۔ (ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

حضور ﷺ نظر کرم فرمائیں تو بلاتے ہیں

سکندر خان ولد محمد حسن بیان کرتے کہ ایک دفعہ میں نے باباجی مبارک کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت آپ ہر سال حج پر کیوں تشریف نہیں لے جاتے حالانکہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوسکتی ہے۔ باباجی نے فرمایا ایسی بات نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ جب سرکار مدینہ نظر کرم فرمائیں اور مجھے بلائے تو میں حاضر ہوتا ہوں پھر میری حاضری میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی، میں سرکار ﷺ کی اجازت سے زیارت حجاز مقدس کے سفر پر جاتا ہوں۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی مبارک کی برکت، جہاز ڈوبنے سے بچ گیا

حاجی جعفر خان بیان کرتے ہیں جب ہم جہاز میں عرب کا سفر کرنے لگے تو ایک دن دریا میں طوفان آگیا اور جہاز کا ایک حصہ جہاں ایک ہک لگا ہوتا ہے وہ اپنی جگہ سے سرک گیا اور جہاز میں پانی آنا شروع ہوگیا جہاز کے کپتان نے ہنگامی حالت کا اعلان کردیا اور جہاز میں موجود کشتیاں سمندر میں پھینک دی اور اعلان ہوا کہ سب لوگ اپنی اپنی جیکٹ پہن لیں کیونکہ اب جہاز کے بچنے کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے۔ جہاز میں سوار لوگوں کیلئے یہ خبر قیامت سے کم نہ تھی ہر طرف چیخ وپکار کی آوازیں آنے لگی جہاز میں موجود مسافر اپنے موت کو قریب سے دیکھ رہے تھے، کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے، باباجی مبارک بڑے سکون سے اپنے اوراد اور وظائف میں اور یاد الٰہی میں مشغول تھے اس قیامت خیز خبر کی کوئی پرواہ نہ کی، یکایک وہ ہک واپس آکر اپنی جگہ پر فٹ ہوگیا جہاز میں پانی کا آنا بند ہوگیا اور جہاز ڈوبنے سے بچ گیا، جہاز کا کپتان بھی حیران تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ ہک ٹوٹنے کے بعد اپنی جگہ پر واپس آئے اور جہاز تباہی سے بچ جائے، ضرور اس جہاز میں کوئی اللہ کا ولی موجود ہے جس کی برکت سے جہاز ڈوبنے سے بچ گیا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

اپنے عقیدت مند کو ڈوبنے سے بچایا

عبدالغفار خان ملیانوں کلے ترنگزئی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے عزیز سے ملنے جا رہا تھا اسی راستے میں دریا پڑتا تھا اس لئے میں کشتی میں سوار ہوگیا جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچ گئی تو کشتی دریا میں ڈوبنے لگی اور مجھے بھی دریا کی موجوں نے اپنے لپیٹ میں لے لیا میں ہاتھ پاؤں مارنے لگا اور غوطے لگانا شروع کیے مگر خوف وڈر کے مارے میری ہمت دریا کی موجوں کے سامنے تاب نہ لا سکی، مصیبت کے اس عالم میں کوئی آسرا دکھائی نہیں دے رہا تھا، میری موت مجھے سامنے نظر آرہی تھی قریب تھا کہ دریا کی موجیں میری سانسیں چھین لیتیں اسی مصیبت کے عالم میں اللہ عزوجل سے فریاد کی کہ اے اللہ میری مدد فرما اور مجھے ڈوبنے سے بچا! اللہ عزوجل نے میری فریاد سن لی سامنے دیکھا تو باباجی مبارک دریا کے بیچ کھڑے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ ڈرنا نہیں ہمت کرو اور کھڑے ہو جاؤ یہ دیکھو میں بھی تو کھڑا ہوں یہ سن کے میری ہمت جوان ہوگئی دیکھا تو باباجی مبارک دریا میں کھڑے ہیں اور پانی کم معلوم ہوتا ہے یہ دیکھ کر میں نے بھی پیر لگائے اور کھڑا ہوگیا اور باباجی مبارک کی طرف جانے لگا باباجی مبارک بھی چلنے لگے میں بھی باباجی مبارک کے پیچھے پیچھے جانے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم خشکی پر چل رہے ہیں یہاں تک کہ دریا کے کنارے پہنچ گئے پانی سے باہر آگئے اب میری نظریں جھکی ہوئی تھیں، باباجی مبارک کی موجودگی کے احساس سے میرا خوف جاتا رہا میں نے باباجی مبارک کی طرف دیکھنا چاہا میری نظریں اٹھنے لگی سامنے دیکھا تو باباجی مبارک میری نظروں سے غائب ہیں ادھر ادھر دیکھا مجھے کہیں بھی باباجی مبارک نظر نہ آئے، مجھے بڑی حیرانگی ہوئی۔ کچھ دنوں بعد باباجی مبارک کی خدمت میں حاضری دی تو باباجی مبارک نے مجھے سختی سے منع فرمایا کہ میری زندگی میں اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہیں کرنا، میں نے باباجی مبارک کی زندگی میں کسی سے اس واقعے کا ذکر نہیں کیا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

دو بیٹوں کی بشارت

یہ واقعہ مجھے علامہ محمد شفیق امنی صاحب نے بیان فرمایا اور انہیں یہ واقعہ پنج پیر میں مولوی طیب طاہری پنج پیری نے بیان کیا مولوی طیب صاحب نے کہا کہ میرے ماموں اولادِ نرینہ سے محروم تھے۔ جب باباجی

مبارک پنج پیر تشریف لائے تو میرے ماموں نے باباجی مبارک سے عرض کیا کہ باباجی مبارک میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے اولادِ نرینہ عطا فرمائیں اس محفل میں میرے والد (مولوی طاہر پنج پیری صاحب) بھی تشریف فرما تھے میرے والد نے باباجی مبارک سے عرض کیا کہ باباجی ان کی کافی زمینیں ہیں مگر یہ مدرسے کیلئے جگہ نہیں دے رہے آپ ان سے وعدہ لیں کہ اگر ان کی نرینہ اولاد ہوئی تو یہ مدرسے کیلئے جگہ وقف کردیں گے۔ باباجی مبارک میرے ماموں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟ میرے ماموں نے وعدہ فرمایا کہ قربان جاؤں باباجی اگر اللہ مجھے اولادِ نرینہ سے نواز دے تو میں مدرسے کیلئے جگہ وقف کرلوں گا۔ باباجی نے فرمایا آیئے سب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور دعا فرمائی اور پھر فرمایا کہ آئندہ سال جب میں پنج پیر آؤں گا تو اللہ آپ کو دو بیٹے عطا فرمائے گا اور ان کے نام بھی بتائے۔ (علامہ محمد شفیق امنی صاحب فرماتے ہیں غالباً ایک کا نام نورالحق بتایا دوسرا نام بھی بتایا) باباجی مبارک کی دعا قبول ہوئی اور اللہ عزوجل نے میرے ماموں کو دو جڑواں بیٹے دیئے۔ مولوی طیب صاحب نے مجھے یہ بھی کہا ان میں ایک بیٹا ابھی آپ کے آنے سے پہلے یہاں موجود تھا۔"

موئے مبارک سے عشق اور ان کا حصول

حضور ﷺ نے خود اپنے موئے مبارک صحابہ کرام پر تقسیم فرمائے جیسا کہ مسلم شریف میں روایت ہے۔

"آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سر کی دائیں جانب کو اشارہ کر کے حجام سے فرمایا یہاں سے۔ پھر جو لوگ آپ کے قریب تھے آپ نے ان میں بال مبارک تقسیم کر دیئے پھر آپ نے حجام کو بائیں جانب اشارہ کیا اس نے ادھر کے بال اتار دیئے جو آپ ﷺ نے ام سلیم کو عنات فرما دیئے۔ ایک روایت کے مطابق دائیں جانب سے شروع کیا اس نے ایک ایک دو دو بال تقسیم کر دیئے۔ پھر بائیں جانب اشارہ کیا اور اس طرف بھی ایسا کیا، پھر فرمایا یہاں ابوطلحہ ہیں؟ وہ بال ابوطلحہ کو مرحمت فرما دیئے۔

(مسلم شریف، کتاب الحج۔ سیرتِ حلبیہ اردو، جلد ۶، ص ۳۰۱)

موئے مبارک کیلئے صحابہ کرام کی وارفتگی کے بارے میں صاحب سیرتِ حلبیہ لکھتے ہیں۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حجام رسول اللہ ﷺ کے بال بنا رہا تھا تو میں نے صحابہ کو آپ ﷺ کے گرد منڈلاتے ہوئے دیکھا کہ جہاں کوئی بال گرتا وہ اس کو احتیاط کے ساتھ اٹھا لیتے تھے۔" (سیرتِ حلبیہ اردو، جلد ۶، ص ۳۰۱)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضورﷺ کے پیشانی کے بال حاصل کر لئے تھے اور اس کو اپنی دستار کے اگلے حصے میں رکھتے تھے اور اس کی برکت سے ہر مہم میں فتح حاصل کر لیتے جیسا کہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک عمرہ میں رسولِ خداﷺ کے ہمراہ تھا آپ نے اپنے بال منڈوائے۔ لوگ ان بالوں کو دوڑ دوڑ کے لینے لگے میں بھی گیا اور میں نے پیشانی کے بال لے لئے اور ایک ٹوپی میں نے بنائی اس ٹوپی کے آگے والے حصہ میں میں نے ان بالوں کو رکھ لیا، جس مہم میں میں اس ٹوپی کو پہنتا ہوں وہ مہم فتح ہو جاتی ہے۔“ (اسد الغابہ مترجم، جلد اول، حصہ سوم، ص ۶۳۱)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ موئے مبارک کے برکت سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔

”ان (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) کی ٹوپی میں جس کو پہن کر جنگ کرتے تھے رسولِ خداﷺ کا ایک موئے مبارک تھا اس کی برکت سے فتح طلب کیا کرتے تھے اور ہمیشہ فتح مند رہتے تھے۔“

(اسد الغابہ مترجم، جلد اول، حصہ سوم، ص ۶۳۱)

امام الائمہ ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”اگر میرے ہاں ان بالوں میں سے صرف ایک ہی بال ہو تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر عزیز ہے۔“

(جواہر البحار فی فضائل نبی المختار، جلد ا، ص ۵۷۵)

حضورﷺ کے موئے مبارک سے عشق و وارفتگی کا عقیدہ صحابہ کرام کا عقیدہ ہے اور وہ کون مسلمان ہوگا جو موئے مبارکﷺ پر جان نہ نچھاور کرے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا　　　لکہ ابر رافت پہ لاکھوں سلام

بابا جی مبارک کو موئے مبارک سے عشق تھا اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے بابا جی مبارک کو اس عظیم نعمت سے نوازا۔

بابا جی مبارک جب للمہ (افغانستان) میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مصروف تھے اسی دوران جب آپ کو علم ہوا کہ یہاں ایک سادات گھرانے کے پاس موئے مبارک ہے تو آپ دیدار موئے مبارک کیلئے للمہ سے کوٹ تک روزانہ ۲۰ کلومیٹر کا سفر فرماتے اور دیدار موئے مبارک سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی تسکین پاتے۔ ایک بزرگ سید گل بادشاہ صاحب سادات زربچے کے رہائشی تھے اور امیر عبد الرحمن کی کابینہ میں وزیر تھے۔ امیر عبد الرحمن کے پاس سات عدد موئے مبارک تھے ایک بار امیر سید گل بادشاہ

سے کسی کام پر خوش ہوئے اور فرمایا مانگو کیا مانگتے ہو۔ تو سید گل بادشاہ صاحب نے موئے مبارک کا تقاضا کیا اس پر امیر عبد الرحمن نے ان کو ۲ عدد موئے مبارک عطا فرمائے، سید گل بادشاہ سے یہ موئے مبارک کوٹ کے شہزادگل تک پہنچے۔ بابا جی نے موئے مبارک کے حصول کیلئے کئی بار شہزادگل کی خدمت میں علماء کرام کے جرگے بھیجے مگر ہر بار ناکامی ہوتی۔ جب آپ افغانستان سے واپس مجاہد آباد تشریف لائے تو فراق موئے مبارک میں اکثر غمگین رہتے۔ اور دل موئے مبارک کیلئے بے تاب آنکھیں نمدیدہ ہوتی اور شدت شوق بڑھتا رہا۔ اسی موئے مبارک کی یادوں میں مستغرق رہتے۔ ادھر پاکستان میں بابا جی مبارک موئے مبارک کیلئے بے تاب رہے اور وہاں کوٹ میں آپ کے خلیفہ مولانا حسین خان صاحب اپنے مرشد کی خواہش کیلئے بار بار موئے مبارک کے حصول کیلئے جرگے بھیجتے رہے۔ بالآخر حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے بابا جی مبارک پر نظر کرم فرمایا اور شہزادگل صاحب نے بابا جی کیلئے بزرگوں کے وفد کے ذریعے موئے مبارک روانہ فرمائے۔ جب بزرگوں کا وفد حاجی آباد کے قریب پہنچا اور موئے مبارک کی آمد کی خبر ہوگئی تو حاجی آباد میں عید کا سماں تھا عقیدت مند موئے مبارک کے استقبال میں بے تاب تھے جب موئے مبارک کا وفد قریب پہنچا تو نہایت گرم جوشی اور والہانہ عقیدت سے وفد کا استقبال کیا گیا۔ بابا جی مبارک کی خوشی کی انتہا نہ رہی دلی تمنا پوری ہو رہی تھی خواہش کی تکمیل ہو رہی تھی بابا جی کی خوشی اور مسرت پر اولیاء رشک کرنے لگے۔ موئے مبارک کے شکرانے پر دل سے یہ آواز نکلی۔

قسم وانخلمه دوارہ جهانه　　د زلفانو په یو تار د محمد ﷺ

قسم ہے مجھے رب العزت کی کہ حضورﷺ کے موئے مبارک کے ایک بال مبارک کے بدلے اگر پوری کائنات بھی مجھے مل جائے تو قبول نہیں۔

شکرانه کے ئے که زر وارے سرور کړمه ☆ په قسم که ادنیٰ شکر به ئے تر سر کړمه

ک دارینو دولتونه کل زما شو☆دم په دم د خدائے په فضل دا باور کړمه

تماشے ته که رضوانه راځکاره شے☆یو دیدن به د محبوب د زلفو ورکړمه

چښ د یار د زلفو تار زما په لاس شو☆صد افسوس چه خیال په تحت د سکندر کړمه

د جهان بادشاهان زما د کوټے خاورے ☆چه د یار د زلفو تار درون په در کړمه

اگر موئے مبارک کی اس نعمت پر ہزار بار بھی اپنی جان قربان کرلوں تو بھی اس عظیم نعمت پر ادنیٰ سا شکریہ ادا

نہیں کرسکوں گا۔اللہ عزوجل کے فضل کرم سے میرے ہر سانس میں یہ یقین کامل رچی بسی ہے کہ دنیاو آخرت کی ہر دولت سے مجھے نوازا گیا ہے۔اے رضوان آؤ کہ تمہیں محبوب رب العالمین ﷺ کے موئے مبارک کے دیدار سے

نوازوں۔جب مجھے موئے مبارک کی یہ عظیم نعمت مل گئی تو اب مجھے سکندر کی بادشاہت سے بھی کوئی سروکار نہیں۔دنیا بھر کے تمام خزانے میرے چوکھٹ کے گرد کے بھی برابر نہیں کیونکہ میرے پاس محبوب رب العالمین ﷺ کی موئے مبارک ہے۔

باباجی مبارک کے عرس کے موقع پر موئے مبارک کا دیدار کرایا جاتا ہے دور دور سے جوق در جوق لوگ دیدار کیلئے آتے ہیں۔اور موئے مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے بیتاب ہوتے ہیں۔

مدینہ منورہ سے عشقِ وارفتگی

باباجی مبارک کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ کا جذبہ اس قدر تھا کہ حجاز مقدس کے گلی کوچوں سے بھی عشق تھا جب حجاز مقدس کے سفر پر گئے تو ننگے پاؤں چلتے تھے مدینہ طیبہ میں کبھی جوتی استعمال نہیں فرمائی۔ڈاکٹر محمد عالمگیر قریشی کارڈیالوجسٹ کے والدِ گرامی سابق پرنسپل محمد قریش فاروقی صاحب نے فقیر (فاروقی) کو باباجی مبارک کا مدینہ منورہ سے عشق ومحبت کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا وہ ملاحظہ فرمائیے۔مدینہ منورہ میں علماء کی ایک تقریب منعقد ہوئی۔باباجی مبارک کو اس تقریب میں مدعو کیا گیا علماء کا اجلاس شروع تھا علماء ایک قیمتی قالین پر تشریف فرما تھے،باباجی مبارک مدینہ طیبہ کے گلی کوچوں میں ننگے پاؤں چل کر محفل میں شرکت کیلئے آئے پاؤں پر خاکِ طیبہ جمی ہوی تھی باباجی پاؤں دھوئے بغیر سیدھے قالین پر چلتے ہوئے اپنے نشست پر تشریف فرما ہوئے باباجی مبارک کا یہ حال دیکھتے ہوئے شرکاءِ تقریب ہنسنے لگے اور آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے باباجی مبارک کے قریب نشست پر بیٹھے ہوئے ایک مولوی نے باباجی مبارک کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ کتنی عمدہ قالین ہے اور کیا پروقار تقریب ہے۔آپ بغیر پاؤں دھوئے اس پر چل کر اپنی نشست پر ایسے ہی بیٹھ گئے کہ دھول جھاڑنے کی بھی کوشش نہیں کی جو محفل کے آداب کے خلاف ہے۔باباجی نے سب شرکاء تقریب کو مخاطب کر کے پوچھا کہ یہ قالین کہاں کا بنا ہوا ہے۔صدر محفل نے کہا کہ یہ یمن کا بنا ہوا ہے۔باباجی مبارک کا عشق افروز جواب سن لیجئے! باباجی مبارک نے فرمایا کہ اس خاکِ طیبہ کے دھول کے سامنے یمن کے بنے ہوئے قالین کی کیا حیثیت

ہے؟ یہ تو وہ خاک اقدس ہے جس پر سرکار کے قدم مبارک لگے ہوئے ہیں۔اسی موقع پر باباجی مبارک نے خاک طیبہ کی عقیدت میں اپنے جذبات کچھ اس انداز سے بیان فرمائے۔

زړگيه سترګے لګوه ذ قدم لاره نه ده☆حضرت پرے ایخی قدمونه دومره خواره نه ده

یعنی! اے دل اس مقدس شہر میں آنکھوں کے قدموں سے چل تمہارے قدم اس قابل نہیں کہ اس خاک مقدس پر پڑے کیونکہ اس مقدس زمین نے سرورِ دوعالم ﷺ کے قدموں کو چوما ہے۔

معرفت سے بے نیاز حضرات دنیا کے آرائشوں کو اپنا احترام سمجھتے ہیں اور اسے معیارِ تعظیم قرار دیتے مگر باباجی کا کمالِ عشق ملاحظہ فرمائیے کہ آپ مدینہ طیبہ کے دھول کو فخر سمجھتے ہیں اس خاکِ پاک کی تعظیم کو نہ تو عار سمجھتے ہیں اور نہ اس خاکِ پاک کی مدح بیان کرنے میں خاموش رہ سکتے ہیں۔مدینہ طیبہ میں سرورِ دو عالم ﷺ کے روضہ اقدس

کے سامنے آٹھ روز قیام کیا آٹھویں روز جب باباجی کے رخصتی کا وقت آیا تو باباجی اس جدائی کیلئے ہرگز تیار نہ تھے سرکا ﷺ کے قدموں سے دوری کے تصور کو برداشت نہ کرسکے۔اور روضہ اقدس مبارک پر حاضر ہو رو رو کر فریاد کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے در کو نہیں چھوڑ سکتا مجھے آپ کے در پر رکنا ہے، یارسول اللہ ﷺ نظر کرم فرمائیے۔سرکار دوعالم ﷺ نے کرم فرمایا۔مدینہ طیبہ کے والی کو خواب میں سرورِ کائنات ﷺ کا دیدار نصیب ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ چارسدہ پاکستان سے میرا ایک غلام عاشق آیا ہے جسکا نام محمد آمین ہے وہ جتنا وقت گزارنا چاہے اس کو اجازت ہے۔اس زمانے میں رات کے وقت روضہ اقدس کے قریب سے زائرین کو نکالا جاتا تھا اور کسی کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔وہاں موجود اہلکار آواز لگاتے کہ سب زائرین نکل جائیں سوائے محمد آمین صاحب کے تو سب لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوتے اور باباجی مبارک پر رشک کرتے کہ یہ ولی کامل سرکار دوعالم ﷺ کی خصوصی نظر کرم پر تشریف فرما ہیں اور آقائے دو جہاں ﷺ کے خصوصی مہمان ہیں۔دوران قیام حجاز مقدس، خلیجی ممالک شام، ترکی، عراق، اردن، مصر وغیرہ کے باشندے باباجی کے مرید بن گئے اور اسی عشق ومحبت کے دامن کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھا۔باباجی مبارک نے دورانِ قیام حضور ﷺ کے ارشاد مبارک پر کتاب ''روضۃ الحبیب'' بھی تصنیف فرمائی۔جو طالبانِ حق کیلئے عشق مصطفیٰ ﷺ کا پیغام ہے۔جیسا کہ باباجی مبارک نے کتاب کے مقدمے میں اور شاعری میں بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ کتاب سرکارِ کائنات ﷺ کے ارشاد مبارک پر تحریر کی

ہے جیسا کہ باباجی فرماتے ہیں۔

مدینے منورے نہ قربان ربہ☆د محبوب پاکے روضے نہ قربان ربہ

جنتونو نہ مِ خوخہ مدینہ دہ☆د دے خپلے عقیدے نہ قربان ربہ

دالیکل چہ پہ ارشاد د خپل محبوب دی☆د خپل خط هرے نقطے نہ قربان ربہ

یعنی قربان جاؤں مدینہ طیبہ پر، اور محبوب دو عالم ﷺ کے پاک روضہ اقدس پر فدا ہو جاؤں، اپنے عقیدے پر قربان جاؤں کہ مجھے مدینہ طیبہ جنتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔اور قربان جاؤں اپنے قلم سے نکلے ہوئے ہر نقطے پر کیونکہ یہ تحریر میں محبوب دو جہاں ﷺ کے امر مبارک سے لکھ رہا ہوں۔

حضور ﷺ کے خصوصی اجازت اور نظر کرم سے ۱۵ مہینے اور ۱۴ دن باباجی ریاض الجنۃ میں سرور دو عالم ﷺ کے روضہ منورہ کی جالی کے قریب شب و روز گزارے۔باباجی مبارک کو کئی بار حجاز مقدس جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔چھٹی بار دیار محبوب کے سفر میں ۱۵ مہینے اور ۱۵ گھنٹے گزارے اور یہ تمام عرصہ آپ نے ننگے پاؤں گزارا۔آپ کو ہر اس چیز سے پیار تھا جس کی نسبت مدینہ پاک سے ہوتی۔باباجی مبارک جب سخت علالت کی وجہ سے چارپائی پر بھی بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ایک دن جب ڈاکٹر صاحب چک اپ کیلئے آئے تو ڈاکٹر صاحب کیلئے گھر سے چائے آگئی پیالی میں چائے ڈالنے کے بعد خادم نے جیسے ہی چائے دان کو زمین پر رکھنے لگا تو باباجی بے اختیار اٹھ کر چائے دان کی طرف بڑھے اور فرمانے لگے اس مبارک چائے دان کو میں سرور کائنات ﷺ کے شہر مبارک سے لایا ہوں اسے زمین پر رکھنا بے ادبی ہے ۔

باباجی مبارک کی تصانیف

(۱) انوارِ مدینہ (۲) گلزارِ مدینہ چھ حصے (۳) بہارِ مدینہ (۴) اسرارِ مدینہ (۵) الحمد للہ (۶) سبحان اللہ (۷) سبحان ربی الاعلیٰ (۸) دیون مداح (۹) تحفۃ الحجاج (۱۰) دیوانِ محمد آمین (۱۱) ھٰذا من فضلِ ربی (۱۲) منازل عقبی (۱۳) تحفۃ الحسبیہ فی فضیلت الصلوٰۃ علی اشرف البریہ (۱۴) روضۃ الحبیب (۱۵) گلدستہ مدینہ منورہ چار حصے (۱۶) سلسلہ قادریہ (۱۷) عبرۃ الحجاج (۱۸) دستور جماعتِ ناجیہ (۱۹) من الرب الرحیم (۲۰) لاحول ولاقوۃ الا باللہ (۲۱) روحی فدا (۲۲) تبارک اللہ احسن الخالقین (۲۳) گلدستہ مصطفیٰ ﷺ (۲۴) روحی نثار (۲۵) حالات محبوب کریم ﷺ (۲۶) رسالہ الحق (۲۷) وظیفہ ایام خمسہ (۲۸) اقرارنامہ (۲۹) تحفۃ الحرمین الشریفین (۳۰) رسالہ الصادقہ (۳۱) مولود خیر البشر

خلفاء

آپ کے خلفاء کی تعداد کافی ہے، "تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ" میں تحسین اللہ صاحب نے باباجی مبارک کے ۵۲ خلفاء کے نام لکھے ہیں ان میں مشہور خلفاء کے نام یہ ہیں۔ولی کامل مولانا میر اگل صاحب۔شیخ المشائخ حضرت مولانا امین الحسنات صاحب پیر آف مانکی شریف۔پیر محمد شیرین صاحب قادری

اولاد

اللہ عزوجل نے آپکو سات بیٹوں اور چھ بیٹیوں سے نوازا جن میں تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں حیات ہیں باقی وصال کر گئے ہیں۔آپکی ایک زوجہ محترمہ تا حال حیات ہے۔صاحبزادہ الحمد للہ حامد قادری صاحب دامت برکاتہم عالیہ آپ کے سجادہ نشین ہیں۔آپ ایک جید عالم صاحب شریعت وطریقت بزرگ ہیں۔روزانہ کافی تعداد میں عقیدت مند آپ کی خدمت حاضر ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔آپ باباجی مبارک کے عقائد ونظریات پر سختی سے قائم ہیں اور اس کی ترویج میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔اللہ عزوجل آپکا سایہ اہلسنت پر سلامت رکھے۔صاحبزادہ الحمد للہ قادری صاحب کے تین صاحبزادے ہیں (۱) علامہ محمد شفیق امینی صاحب (۲) رفیق احمد امینی صاحب (۳) لطیف احمد امینی صاحب۔علامہ محمد شفیق امینی صاحب اہلسنت یوتھ فورس کے امیر اور مرکزی جماعت اہلسنت کے صوبائی صدر ہیں۔آپ فصیح اللسان، قادر الکلام، شعلہ بیان اور شیریں زبان مقرر اور اہلسنت کے عقائد کے بے باک ترجمان ہیں۔اللہ عزوجل آپ کی عمر، صحت اور آل میں برکت فرمائے۔اللہ آپ کو دشمن کے شر سے محفوظ فرمائے اور آپ کا سایہ اہلسنت پر قائم ودائم رکھیں۔آمین ثمہ آمین

وصال

جہاد کشمیر میں سری نگر کے قریب ایک بم حملے میں باباجی مبارک قدس سرہ کو شدید زخم آئے تھے۔بعد میں علاج سے ٹھیک ہو گئے تھے۔مگر اس کے اثرات باقی تھے۔کچھ عرصہ بعد باباجی مبارک کی طبیعت خراب ہو گئی اور ۱۵ ربیع الثانی بروز منگل بمطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو آپ لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں داخل کروائے گئے اور تقریباً ۸ ماہ کی مسلسل علالت کے بعد بروز ہفتہ بوقت صبح ۶ بجے ۳۱ مئی ۱۹۵۸ء ۱۱ ذی القعدہ ۱۳۷۷ھ کو خالق حقیقی سے جاملے۔آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین حضرت العلامہ

مولانا میر اگل صاحب نے پڑھائی اور وصیت کے مطابق حاجی آباد شریف کی بڑی مسجد کے باہر آرام فرما ہوئے۔ آپکا مزار مبارک آج بھی سالکین اور اہل محبت کیلئے مرکز انوار وتجلیات ہے۔ آپ کے مزار پر ہر سال عرس منعقد کیا جاتا ہے اور ہزاروں افراد اس میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے دلوں کو منور کرتے ہیں۔

(ماخوذ: افکار وعقائدِ عاشقِ رسول ﷺ)

☆

تحریر: ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

عقائدِ امام الکبیر کی تشہیر اور مجاہد کبیر

شیخ گل باباجی دامت برکاتہم عالیہ فرماتے ہیں کہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) میں عید میلاد النبی کی تجدید کسی نے کی ہے تو وہ عاشق صادق حاجی محمد آمین باباجی مبارک ہیں۔ باباجی مبارک دور دراز مختلف علاقوں میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے منعقد کرواتے تھے۔ اور ان میں شرکت کیلئے خود تشریف لے جاتے تھے۔

باباجی مبارک اپنے رسالہ ''الصادقہ'' میں لکھتے ہیں، پشتو عبارت کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''مولود شریف (میلاد شریف) کا اصل مطلب یہی ہے کہ حضور محبوب کریم ﷺ کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔ کیونکہ محبوب کریم ﷺ کے میلاد ہی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی تمام سعادتیں نصیب ہوئی ہیں۔ یعنی اگر حضور محبوب کریم ﷺ پیدا نہ ہوتے کائنات بھی پیدا نہ ہوتی اور دونوں جہاں کی سعادتیں کیسے نصیب ہوتیں۔ اگر چہ صحابہ کے زمانے میں اس طرح کا میلاد نہیں منایا جاتا رہا لیکن بعد میں اچھی نیت سے بزرگان دین نے اس بدعت حسنہ کو قائم و دائم رکھا یہ میرا یقین کامل ہے کہ جن بزرگان دین نے اس اچھے عمل کو شروع کیا ہے اللہ عزوجل تا قیامت ان کو اس کا اجر عطا فرماتا رہے گا۔ چھٹی صدی سے اس نیک عمل کا باقاعدہ آغاز ہوا اور اس وقت کے جلیل القدر علماء نے اس عمل کو بدعت حسنہ کہا ہے۔''

(الصادقہ، جلد ۲، نمبر ۲۸، ص ۲، ۳۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

اس کے بعد میلاد النبی کی فضیلت اور اس کے اجر وثواب کے بارے میں اسی رسالہ ''الصادقہ'' میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ ''جب نبی کریم ﷺ نے پہلی بار نبوت کا اظہار فرمایا تھا تو بدقسمت ابولہب ہی نے حضور ﷺ پر پتھر برسائے تھے، اللہ عزوجل نے اپنے کلام پاک قرآن مجید میں سورہ لہب نازل فرما کر مذمت فرمائی، حضور ﷺ کے دشمنوں میں سب سے بدترین دشمن ابولہب ہی تھے۔ لیکن جب حضور ﷺ کی ولادت کی شب جب ابولہب کو آپ ﷺ کی ولادت کی بشارت سنائی گئی تو ابولہب نے اسی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابولہب کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابولہب تیرا کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا کہ میں اللہ عزوجل کے عذاب میں مبتلا ہوں اور دوزخ میرا مسکن بن گیا ہے، لیکن پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے کیونکہ اسی دن میں نے حضور ﷺ کی پیدائش پر خوشی منائی تھی اسی خوشی کی برکت سے پیر کے دن میری انگلیوں کے درمیان

سے مجھے پانی ملتا ہے جسے میں پی جاتا ہوں ۔ جب ابولہب جیسے بدترین دشمن کو حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں ایک دن دوزخ میں رہتے ہوئے آرام مل سکتا ہے تو پھر الحمدللہ ہم تو مسلمان ہیں اور حضور ﷺ پر ہمارا ایمان کامل ہے، تمام کائنات اور اس کی تمام خوشیاں حضور ﷺ کے درِ مبارک کے خاک پر ہر لمحہ فدا ہوں ، اگر ہم اچھی نیت سے یوم ولادت کے موقع پر خوشیاں منائیں اور محفلیں منعقد کریں تو حضور ﷺ کی خاطر اللہ عزوجل ہم سے ضرور راضی ہوگا۔

(الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸۔ ص ۳،۴۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

بعض لوگ اکثر ذہنوں میں یہ اشکال پیدا کرتے ہیں باباجی مبارک میلاد تو مولود کے نام سے مناتے تھے اور اب اسے عید میلاد کے نام سے منایا جاتا ہے یہ عید کہاں سے آگیا۔ تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ باباجی مبارک بھی عید میلاد ہی مناتے تھے اور مولود شریف جب منایا جاتا تھا تو اس کا نام بھی عید میلاد ہوتا تھا جیسا کہ باباجی مبارک اپنے رسالہ ''الصادقہ'' میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ ''عید میلاد حضرت محترم اشرف الانبیاء والمرسلین سیدنا حبیبنا وکریمنا محمد رسول اللہ محبوب رب العالمین علیہ افضل الصلاہ والسلام عدد علم اللہ تعالیٰ'' (الصادقہ، ص ۱، ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۰)

غور فرمائیے یہاں واضح الفاظ میں میلاد کے ساتھ ''عید'' کا لفظ بھی موجود ہے۔

رسالہ الصادقہ میں محفل عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے جو روئیداد چھپی ہے آیئے وہ ملاحظہ کرتے ہیں۔

''پانچ ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مرکز جماعت ناجیہ صالحہ مجاہد آباد میں گزشتہ برسوں کی طرح معمول کے مطابق نہایت برکت کے ساتھ مبارک شرعی امور کے مطابق میلاد النبی ﷺ منایا گیا۔

نور مبارک: جملہ مخلوقات سے قبل نور محبوب کریم ﷺ کے پیدائش سے لے کر ولادت باسعادت تک کا اجمالی بیان بڑے شان، ادب و تعظیم اور نہایت احترام سے کیا گیا۔ شبقدر کے نعت خوان محمد کریم صاحب اور دوسرے نعت خوانوں نے حضور ﷺ کی توصیف میں نعتیں پڑھیں، حاضرین نہایت شوق جذبے سے سنتے رہے اور درود شریف کے نذرانے پیش کرتے رہے۔''

(الصادقہ، ص ۳۔ ۱۰ ربیع الاول، ۱۳۷۰ھ، مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۰ء)

''حاضرین بڑے شوق وذوق سے بلند آواز میں کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے رہے۔ اور آخر میں مرحبا مرحبا نعت شریف تمام حاضرین نے مل کر پڑھی۔'' (الصادقہ، ص ۴۔ ۱۰ ربیع الاول، ۱۳۷۰ھ، مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۰ء)

واضح ہوا کہ باباجی مبارک عید میلاد النبی ﷺ بڑے تعظیم واحترام سے مناتے رہے، محفل میلاد میں نعت خوانی اور درود وسلام کے نذرانے پیش کرتے تھے، ذکر بالجہر فرماتے تھے، مرحبا مرحبا کی صدائیں بلند کرتے رہے۔ باباجی مبارک قیام بھی فرماتے تھے اور قیام میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے۔

قیام کے بارے میں باباجی مبارک کا عقیدہ

رسالہ ''الصادقہ میں باباجی مبارک نے قیام کا جواز بھی لکھا ہے۔ آیئے قیام کے بارے میں باباجی مبارک کا عقیدہ پڑھتے ہیں۔

''محبوب کریم ﷺ کے ذکر ولادت کے موقع پر قیام کرنا بہترین عمل ہے۔ علمائے حرمین شریفین کافی اہتمام سے قیام کے جواز کے قائل ہیں۔ اتنے بڑے بڑے اکابرین اور جلیل القدر علماء نے قیام کو بہترین عمل قرار دیا ہے، جن کے بارے میں کوئی غلط رائے دینا شریعت کے لحاظ سے حرام ہے۔ خصوصاً جناب محترم حاجی مبارک حضرت امداداللہ مہاجر مکی نے اس قیام کے بارے میں بہت زیادہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ اس کیلئے انکی کتاب کلیات امدادیہ فیصلہ ہفت مسئلہ کو دیکھنا چاہئے۔ یہاں تبرک کیلئے جناب عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا محبت بھرا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ ''القیام عند ولادته ﷺ لا انکار فیه فانه من البدع المستحسنة و قد افتیٰ جماعة با ستحبا به عند ذکر ولادته . و قال جماعته بوجوب الصلوٰة علیه عند ولادته من باب التعظیم والاکرام . قال مؤلفه رحمة الله تعالیٰ علیه والذی ارسله رحمة للعلمین لوستطعت القیام علی رأسی لفعلت ابتغی بذالك الزلفی عندالله عزوجل والنشد بعضهم ۔

(الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸۔ ص ۴،۵۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

''بعض لوگ میلاد شریف کے موقع پر قیام کی مخالفت کرتے ہیں اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ میں نے بذات خود نبی کریم ﷺ کی تعظیم میں میلاد کے موقع پر قیام کیا ہے۔ اور جیسا کہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے فرمایا ہے، میں نے بھی اسی قیام میں لطف وسرور محسوس کیا ہے۔''

(الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸۔ ص ۶۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

باباجی مبارک کی نعت شریف مرحبا مرحبا جو عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر پڑھتے تھے۔

کہو رنڑا کونو مکان ستا مخ منور مرحبا ☆ مرحبا یا مرحبا یا مرحبا

نازنین محبوبه د الله اکبر مرحبا☆مرحبا یا مرحبا یا مرحبا یا مرحبا

الصلوٰۃ والسلام اے شمع بزم انبیاء☆ته د جمله مرسلانو رب کړے سرور مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا مرحبا یا مرحبا

بابا جی مبارک محفل میلاد کے آخر میں یہ نعت پڑھتے تھے۔ دیکھا جائے تو بابا جی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کی شاعری میں کتنا مناسبت ہے۔ اکثر میلاد کے محفلوں میں اعلیٰ حضرت امام مجدد کا یہ کلام پڑھا جاتا ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام　　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اب دیکھئے بابا جی مبارک کے اس شعر کیساتھ کتنی مناسبت ہے ذرا غور فرمایئے!

الصلوٰۃ والسلام اے شمع بزم انبیاء ☆ ته د جمله مرسلانو رب کړے سرور مرحبا

آج کل دیوبندی وہابی حضورﷺ کے میلاد منانے اور قیام کو حرام اور بدعت اور بعض جاہل شرک کہتے ہیں۔ تو بابا جی مبارک کے بارے میں یہ کہنا کہ حاجی محمد امین بابا جی مبارک دیوبندی مسلک رکھتے تھے یقیناً بابا جی مبارک پر الزام لگانا ہے کیونکہ بابا جی مبارک کے ان عقائد کو تو دیوبندی حضرات بدعت اور شرک کہتے ہیں۔ میلاد و قیام کے بارے میں امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری افغانی سنی حنفی اور عاشق صادق بابا جی مبارک کا عقیدہ مشترک ہے۔ بابا جی مبارک نے میلاد النبیﷺ کے موضوع پر" مولود خیر البشر" نام سے کتاب بھی لکھی۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی اس موضوع پر" اقامۃ القیامۃ علیٰ طاعن القیام لنبی التہامہ" لکھی ہے۔ جو فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ ص ۴۹۵ تا ۵۵۴ میں موجود ہے۔ جس کا مطالعہ فائدہ مند ہے اسمیں تمام اشکالات کے جوابات موجود ہیں۔

بابا جی مبارک اور عقیدہ نورانیت مصطفیٰ ﷺ

بابا جی مبارک رسالہ" الصادق" میں میلاد شریف کے بیان میں نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" ایک صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریمﷺ کے دربار میں عرض کی کہ یا رسول اللہﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تمام مخلوقات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ حضورﷺ نے فرمایا اے جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاءِ نور نبیك من نورہ ۔الخ یعنی اے جابر بیشک اللہ عزوجل نے سب اشیاء سے قبل تیرے نبی کا نور اپنے نور سے تخلیق فرمایا۔ اس حدیث مبارکہ سے نور محمدیﷺ کی اولیت حقیقۃً ثابت ہے۔ اور جملہ اشیاء اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ

سے حضورﷺ کے نور ہی کے فیض سے پیدا فرمائے۔ تفسیر روح البیان نے سورہ سجدہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ جسے کشف الاسرار نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے حضورﷺ کے نور کو پیدا فرمایا تو اس نور کو اپنی قربت میں رکھا اور اس نور پر ہر روز ۷۰ ہزار بار (ستر ہزار بار) رحمت کی نگاہ ڈالتے اور ہر بار ایک نئے نور سے نوازتے۔ اور عزت و اکرام کی نوازشوں سے سرفراز فرماتے۔"

(الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸۔ ص ۷، ۸۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

" یہ نور مبارک جب آدم علیہ لسلام کی پیشانی میں جلوہ نما ہوا تو تب روح آدم علیہ السلام کے جسم میں داخل ہوگئی۔ جب آدم علیہ السلام گویا ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے الحمد للہ کہا پھر عرش عظیم پر اس کلمہ کو ملاحظہ فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہﷺ، پھر یہ نور آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا، اور پھر یہ نور مبارک موحدین کے پاک پشتوں سے ہوتا ہوا حضورﷺ کے والد مبارک عبد اللہ بن عبد المطب کو منتقل ہوا۔" (الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸۔ ص ۸۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء) معلوم ہوا کہ بابا جی مبارک کا یہ عقیدہ تھا کہ حضورﷺ اول الخلق نور بھی اور افضل البشر بھی ہیں۔ آج کل دیوبندی حضرات حضورﷺ کیلئے نورانیت کے اس عقیدے کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ بابا جی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ مسئلہ نورانیت کے متعلق بھی مشترک تھا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے نورانیت مصطفیٰ ﷺ کے اثبات پر (۱)" صلاۃ الصفاء فی نور المصطفیٰ ﷺ" (۲)" رسالہ نفی الفئ عمن استنار بنورہ کل شئ" (۳)" قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام" (۴)" ھدی الحیران فی نفی الفئ عن سید الاکوان" کے نام رسائل لکھے ہیں۔ ان رسائل سے استفادہ حاصل کرنے کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۶۵۷ تا صفحہ ۷۷۲ ملاحظہ کریں۔

جہر کیساتھ (اونچی آواز میں) درود شریف کے متعلق بابا جی مبارک کا عقیدہ

درود شریف کے فضائل پر بابا جی مبارک کی ایک مستقل کتاب نام" تحفۃ الحبیبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ" تصنیف کی ہے جس کے تمہید میں بابا جی مبارک رقم فرماتے ہیں۔

ترجمہ:" اسلامی بھائیوں کیلئے یہ ایک رسالہ لکھا ہے جس میں حضورﷺ کی روح اور ذات مبارک پر درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا بیان اور آیۃ ان اللہ و ملٰئکتہ الخ کے فضیلت کا بیان درود شریف کے پڑھنے اور استحباب کے بیان اور جہر کے ساتھ درود شریف کی فضیلت کا بیان اور مجمع میں مل کر درود شریف

پڑھنے کا بیان اور ہر آن ہر پاک مکان میں خصوصاً بعد نمازِ پنجگانہ قبل دعا آیۂ مبارکہ جہر کے ساتھ ان اللہ و ملٰئکتہ الخ کے بعد درود شریف کے فضیلت کے بیان میں۔

(تحفۃ الحسبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ، ص ٦)

اسی کتاب کے باب دوم میں باباجی مبارک جہر کے ساتھ درود شریف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

آیت کریمہ ان اللہ و ملٰئکتہ الخ کے بعد جہر کے ساتھ درود شریف کا پڑھنا سب پر واضح ہے۔لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ مبارک اور عیدین کے خطبے میں ضروری ہے یعنی امام یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائے تو سب سامعین کیلئے ضروری کہ وہ جہر کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خطبے کا سننا ضروری ہے۔تو معلوم ہوا کہ جب بھی یہ آیت کریمہ تلاوت ہو امر بالمعروف کے بیان میں یا درود شریف کے بیان میں تو سامعین کیلئے ضروری ہے کہ وہ جہر کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔اور کوئی بھی جاہل اسمیں کلام کرے وہ ظالم ہے۔

(تحفۃ الحسبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ، ص ١٣)

اسی باب میں تنبیہ کرتے ہوئے باباجی فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''جب یہ آیت (ان اللہ و ملٰئکتہ الخ) کریمہ پڑھی جائے اور سامعین جہر کے ساتھ درود شریف پڑھ لیں تو وہ کونسا ازلی بدنصیب ہوگا کہ اس جہر کے ساتھ پڑھنے والے درود شریف کو بدعت کہیں اور اس کے قائل کو مبتدع کہہ ڈالیں۔'' (تحفۃ الحسبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ، ص ١٤)

تفصیل کیلئے مذکورہ کتاب کی طرف رجوع کیا جائے جس میں جہر کیساتھ درود شریف پر اشکالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔اور نماز کے بعد اونچی آواز میں آیت کریمہ (ان اللہ و ملٰئکتہ الخ) کی تلاوت اور جہر کیساتھ درود شریف مل کر اجتماعی صورت میں پڑھنے پر دلائل دیئے گئے ہیں۔درود شریف کی فضیلت پر بہترین تالیف ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی صاحب علم اس کتاب کا اردو ترجمہ کریں تا کہ اردو سمجھنے والے حضرات بھی اس کتاب سے مستفید ہوں۔

ندا ''یا'' کے ساتھ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو خطاب

''ندا ''یا'' کے ساتھ خطاب کے بارے میں باباجی مبارک کا عقیدہ آپ کے اشعار اور نعتیہ کلام سے واضح ہے۔لیکن یہاں میں ایک واقعہ نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ مجھے یہ واقعہ حضرت علامہ محمد شفیق امینی

صاحب نے سنایا اور انہیں باباجی مبارک کے نواسے جناب رضوان اللہ صاحب نے سنایا جو ابھی وفات پا چکے ہے اللہ ان کی عمر میں برکت فرمائے۔رضوان اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ باباجی مبارک نے عید میلاد النبی ﷺ کا ایک پوسٹر لگایا تھا جس پر ''یا اللہ'' اور ''یارسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔باباجی مبارک جب اپنے گھر تشریف لے گئے تو وہاں اکوڑہ خٹک مدرسے سے آئے ہوئے ایک مہمان نے پوسٹر میں لکھے ہوئے ''یارسول اللہ'' سے حرف ندا ''یا'' کو مٹا دیا۔اور وہاں سے چل دیئے۔جب باباجی مبارک تشریف لائے اور پوسٹر پر نظر پڑی تو بے اختیار کھڑے ہوگئے اور جلال میں آگئے غصہ رخ مبارک پر عیاں تھا اور گرجتے ہوئے پوچھا کہ اس ''یارسول اللہ'' سے یہ ''یا'' کس نے مٹایا ہے تو ہم نے جواب دیا کہ اکوڑہ خٹک سے آئے ہوئے اس مہمان نے۔یہ سن کر باباجی نے فرمایا اگر میں اس بدبخت کو یہ حرکت کرتے ہوئے پالیتا تو اس کا کام تمام کر کے واصل جہنم کرتا۔

اسی لئے امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

یا رسول اللہ دہائی آپ کی گوشمال اہل بدعت کیجئے

امام مجدد اعلیٰ حضرت ''یا'' سے خطاب کی تعلیم فرماتے ہیں۔جیسا کہ ''حدائق بخشش صفحہ ٩٨، ١٠٠ پر فرماتے ہیں۔

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا مفلسو سامانِ دولت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے بارے میں باباجی مبارک کا عقیدہ

باباجی مبارک حضور ﷺ پر حرف ندائے ''یا'' کے ساتھ درود شریف پڑھتے تھے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے تھے جیسا اپنی تصنیف من الرب الرحیم میں لکھتے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا و نبینا و حبیبنا و کریمنا و قرۃ اعیننا یا رسول اللہ. الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا جمال ملک اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یانور عرش اللہ ، الصلوٰۃ والسلام علیک یاخیر خلق اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یاشفیع المذنبین عنداللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یامن ارسلہ اللہتعالیٰ رحمۃ للعٰلمین،الصلوٰۃ والسلام علیک یامراد المشتاقین۔(من الرب الرحیم، ص ٦)

کتاب ''دیوان مداح'' کے صفحہ ۷۱ پر خطاب ''یا'' سے صلوٰۃ والسلام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام یا محمد   وسیله دِ شه مقام یا محمد

کتاب ''گلدستہ مدینہ منورہ'' کے صفحہ ۳۶ پر خطاب ''یا'' اور ''علیکم'' سے سلام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

یا نبی سلام علیکم   یا رسول سلام علیکم

یا حبیب سلام علیکم   صلوٰۃ الله علیکم

کتاب ''دیوان مداح'' کے صفحہ ۱۵۴ پر خطاب ''علیک'' سے سلام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

اے دلدار او دلربا سلام علیك   کل محبوبانو کے زیبا سلام علیك

کتاب ''من الرب الرحیم'' کے صفحہ ۶۴، ۶۵ پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

جهان روخان ستا په جمال علیك صلی الله ☆ رب مو نصیب کړه ستا وصال علیك صلی الله

کتاب ''لاحولہ ولاقوۃ الاباللہ'' کے صفحہ ۱۲، اور کتاب ''من الرب الرحیم'' کے صفحہ ۱۳ پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیشکر تے ہیں۔

افسوس چه بیا راغلو لتا علیك صلی الله ☆ روحی فدا روحی فدا علیك صلی الله

کتاب '' من الرب الرحیم'' کے صفحہ ۸۶، ۸۷ پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

هر لحظه و هر آن علیك صلی الله ☆ محبوبه د سبحان علیك صلی الله

کتاب ''من الرب الرحیم'' کے صفحہ ۱۱۷ پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

د رب د لوئے علم په شمار علیك صلی الله ☆ په ډیر تعظیم ادب وقار علیك صلی الله

کتاب ''روضۃ الحبیب'' حصہ اول، ص ۴۷'' پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

په شمار د علم د مولا علیك صلی الله ☆ زار شمه زار شمه بیا بیا علیك صلی الله

کتاب ''بہار مدینہ'' کے صفحہ ۵۳، ۵۴، ۵۵ پر خطاب ''یا'' اور ''علیک'' سے سلام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

السلام علیك یا بدر تمام   السلام علیك یا نور ظلام

السلام علیك اے صاحب وفا   السلام علیك اے صاحب صفا

السلام علیك یا صدر العلیٰ   السلام علیك یا نورالهدیٰ

تفصیل کیلئے باباجی مبارک کے کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

دیوبندی حضرات تو خطاب کے ساتھ درود شریف، جہر کے ساتھ درود شریف اور مل کر اجتماعی صورت میں درود شریف پڑھنے اور نماز کے بعد آیت کریمہ (ان اللہ و ملٰئکتہ الخ) کی تلاوت اور درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں تفصیل کیلئے دیوبندی مولوی مفتی زرولی خان صاحب کی کتاب ''بدعتیوں کا درود و سلام'' ملاحظہ ہو۔ دیکھا جائے تو باباجی مبارک کی تصنیف ''تحفۃ الحسبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریہ'' مولوی زرولی خانؔ صاحب مفتی احسن العلوم کراچی کے رسالے کا تفصیلی رد ہے۔ گویا کہ زرولی خان صاحب کی تصنیف کا رد پہلے سے باباجی مبارک نے رقم کیا تھا۔ جہر کیساتھ درود شریف کے متعلق باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ بھی مشترک ہے۔

حرف ''ضاد'' کے متعلق باباجی مبارک کا عقیدہ

باباجی مبارک اپنے رسالہ ''الصادقہ'' میں حرف ''ضاد'' کے متعلق لکھتے ہیں۔

''مسئلہ ''ولا الضالین'': یہ فتنہ اب چونکہ کمزور پڑ گیا ہے۔ اور امید ہے کہ یہ فتنہ اور بھی کم ہو جائے گا، جیسا کہ بعض جاہل اور بدبخت لوگ ''ضاد'' کو بہ آواز ''ظا'' پڑھتے ہیں۔''

(الصادقہ، جلد ۲، نمبر ۲۸، ص ۶۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

''نماز ایک فرض عمل ہے اور اسمیں قرأت بھی فرض ہے۔ اور ''ضاد'' کو ''ظا'' کے مشابہ پڑھنا یقیناً غلط ہے جس سے نماز نہیں ہوتی۔ اور الحمدللہ ہم نے اس مسئلے افغانستان، باجوڑ، مھمند، پشاور میں مناظرے کر کے فتح حاصل کی ہے۔ اور ہمارے پاس اس فتنے کے رد میں علمی دلائل اور کتب موجود ہیں۔''

(الصادقہ، جلد ۲، نمبر ۲۸، ص ۶، ۷۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

اسی مسئلہ پر باباجی مبارک علماء حرمین شریفین سے فتویٰ لائے جس میں علماء حرمین شریفین نے واضح الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ حرف ''ضاد'' بہ آواز ''ظا'' غلط اور غیر صحیح ہے۔ یہ فتویٰ باباجی مبارک کی تصنیف ''روضۃ الحبیب'' میں شائع ہو چکا ہے جس پر علماء حرمین شریفین کی تصدیقات موجود ہیں۔ السید محمد علوی مالکی مکۃ المکرمہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق بھی اس فتویٰ پر موجود ہے۔

اسی مسئلہ پر باباجی مبارک نے ایک رسالہ بنام ''الحق'' بھی پشتو زبان میں لکھا۔

مسئلہ ''ضاد'' پر باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ بھی مشترک ہے۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری حنفی نے اس مسئلہ پر باقاعدہ تصانیف لکھے ہیں اور جامع گفتگو کی ہے۔ ان میں ''الجام الصاد عن سنن الضاد'' یعنی ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا۔ اور '' رسالہ نعم الزاد لروم الضاد'' یعنی ضاد کے پڑھنے کا طریقہ۔ اس مسئلے کے بارے میں تحقیق کیلئے ان رسائل کا مطالعہ ضروری ہے۔ امام مجدد کے نزدیک بھی حرف ضاد کو بہ آواز ظا پڑھنا جائز نہیں۔ تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد ۶، ص ۲۸۶ تا ۳۲۲ ملاحظہ ہو۔

مسئلہ اذان علی القبر اور باباجی مبارک

اکثر بلاد اسلامیہ میں میت کی بھلائی اور خیر کیلئے قبر میں تدفین کے بعد ان کی قبر پر اذان دی جاتی ہے تاکہ میت اس سے مانوس ہو جائے اور اس سے میت کو فائدہ ہو، اور قبر میں میت کیلئے سوال و جواب کی آسانی پیدا ہو جائے۔ علماء اس عمل کے استحباب کے قائل ہیں۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت نے بھی اذان بر قبر پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ اور اسے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ مگر بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں اور اسے صرف بریلوی مکتبہ فکر کا عمل سمجھتے ہیں۔ استاد العلماء حضرت علامہ مولانا عبدالمنان صاحب حق باباجی قدس سرہ شہباز گڑھی مردان کے بہت ہی بڑے عالم دین اور استاد العلماء تھے۔ آپ بریلی شریف مدرسہ منظر الاسلام اور دار الاحناف لاہور میں مدرس رہ چکے ہیں صاحب حق کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

صاحب حق باباجی سے اذان بر قبر پر سوال کیا گیا تو آپ نے اس مسئلہ پر ایک فتویٰ بنام ''منافع التاذین علی قبر التدفین'' مرتب کیا جس میں اذان بر قبر پر اعتراضات کے جوابات دیئے گئے اور جو لوگ اس عمل کو بدعت سے تعبیر کرتے ہیں ان کا بھرپور رد لکھا گیا۔ اور یہ ثابت کیا گیا کہ اذان بر قبر نہ صرف جائز ہے بلکہ اس سے میت کو آرام و راحت میسر ہوتی ہے، کہ یہ مذہب صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہی نہیں بلکہ ائمہ اربعہ کا ہے۔ اور منکر سماع اذان میت اور دیگر اور اد معتزلی ہے۔ اس فتویٰ کو صاحب حق عبدالخالق الحنفی گڑھی کپورہ اور امام اہلسنت عبدالمنان صاحب حق باباجی نے مل کر لکھا۔ یہ فتویٰ ۱۹۵۰ء میں شائع کیا گیا جس پر خیبر پختونخواہ (صوبہ سرحد) کے بہت سے اکابر علماء کے تصدیقات موجود ہیں، جو اس عمل کو جائز اور مستحب مانتے ہیں۔ حضرت مولانا عاشق صادق محمد امین باباجی مبارک بھی اذان بر قبر کے قائل تھے۔ اس فتوے پر باباجی مبارک اور مولانا محمد اسرائیل اتمانزئی کے تصدیقات بھی موجود ہیں۔ (استاد العلماء

حضرت علامہ مولانا عبدالمنان صاحبِ حق باباجی کے فرزند درویشِ اہلسنت صاحبزادہ حضرت مولانا محمد روح الامین صاحبِ حق صاحب نے بھی اثبات اذان بر قبر ایک مدلل رسالہ لکھا ہے اللہ تعالیٰ صاحبِ حق باباجی کا سایہ اہلسنت پر آباد رکھے)۔ اذان بر قبر کے مسئلے پر باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ مشترک تھا۔ دونوں صاحبین اذان بر قبر کے قائل تھے۔

باباجی مبارک کے زیر سرپرستی محفل عید میلاد النبی ﷺ کے احوال

تحریک ختم نبوت میں باباجی مبارک کا کردار

جب انگریز شاطر نے ایک ایسے شخص کی تلاش کی جوان کی بھرپور حمایت کرے تو ان کو مرزا ملعون غلام احمد قادیانی کذاب مل گیا جسے انہوں نے جھوٹی نبوت کی مسند پر بٹھا دیا۔ ملعون کبھی مجدد کبھی مہدی کے دعوے کرتا رہا اور آخر کار نبوت کا دعویدار بن گیا۔ جب بھی کسی نے ختم نبوت کے خلاف اپنی رائے پیش کی تو علمائے حق نے ان کا رد بلیغ لکھا۔ اس دور میں بھی نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس نامی کتاب لکھی جس میں لکھا گیا تھا کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی پر کوئی فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔'' (نادر مجموعہ رسائل، تحذیر الناس، ص ۲۴) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ''اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر یہ روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں لکن الرسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔'' (نادر مجموعہ رسائل، تحذیر الناس، ص ۳)
نانوتوی صاحب کا عقیدہ صرف تحذیر الناس تک محدود نہ تھا بلکہ اسے اپنے مکتوبات کے ذریعے پھیلایا چنانچہ مولوی محمد فاضل کو اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔ ''خاتم النبیین کے معنی سطحی نظر والو نکے نزدیک تو یہی ہیں کہ زمانہ نبوی ﷺ گذشتہ انبیاء کے زمانے سے آخر کا ہے اور اب کوئی نبی نہیں آئے گا مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسمیں (خاتم النبیین) ﷺ کی نہ تو کوئی تعریف ہے اور نہ کوئی برائی ہے''۔

(قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم، ص ۵۵) پھر لکھتے ہیں ''ورنہ دنیا کے ہوتے ہوئے کوئی اور نبی آئے تو مضائقہ نہیں۔'' (قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم، ص ۵۶)

ہندوستان بھر کے تمام علماء نے نانوتوی صاحب کے عقائد کو رد کیا جس کا اقرار اشرفعلی تھانوی صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''جس وقت مولانا نے تحذ الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں کسی نے مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئی صاحب کے۔'' (ملفوظات حکیم الامت، جلد ۵ ص ۲۹۶) مولانا عبدالحئی لکھنوی صاحب بھی بعد میں نانوتوی صاحب کے مخالف ہو گئے تھے جیسا کہ ''ابطال اغلاط قاسمیہ'' پر ان کی تصدیق موجود ہے۔

ہندوستان کے علماء نے نہ صرف اس نظرئے کا رد لکھا بلکہ قاسم نانوتوی صاحب سے مناظرہ بھی کیا جس کی تفصیل ''ابطال اغلاط قاسمیہ'' میں موجود ہے۔ اس نظریے کا رد ''تنبیہ الجہال'' میں بھی موجود ہے جس میں اس وقت کے علماء نے اس فتنے کا رد لکھا۔ تحذیر الناس کی حقیقت سمجھنے کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ (۱) ابطال اغلاط قاسمیہ (مناظرے کے دلائل مع استفتاء) (۲) تنبیہ الجہال (حافظ بخش) (۳) التبشیر بردالتحذیر؛ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ (۴) التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ؛ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ، (۵) تحقیقات، مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ (۶) التنویر، علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی قدس سرہ (۷) صلح کلیت کا انجام، سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب (۸) ختم نبوت اور تحذیر الناس، سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب

جب ملعون کذاب کے مکاشفے اور دعوے سامنے آنے لگے تو کئی جاہل مولوی بھی ان کے ہمنوا بن گئے اور ملعون کیلئے تاویلیں پیش کیں۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے جب مرزا ملعون پر کفر کا فتویٰ دیا تو گنگوہی صاحب نے مرزا کو مرد صالح قرار دیا جیسا کہ مولانا محمد رضا صاحب فتاویٰ قادریہ میں لکھتے ہیں۔ ''گرد و نواح کے شہروں میں فتوے لکھ کر روانہ کئے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے اسکی کتاب کو کوئی خرید نہ کرے اس موقع پر اکثر نے تکفیر کی رائے کو تسلیم نہ کیا بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہماری تحریر کی تردید میں ایک طومار لکھ کر ہمارے پاس روانہ کیا اور قادیانی کو مرد صالح قرار دیا۔'' (فتاویٰ قادریہ، ص ۳، ص ۴) فتاویٰ قادری میں ایسے کئی انکشافات ہیں یہاں تفصیل بیان کرنے سے مضمون کے طویل ہونے کا خدشہ ہے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔ یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی محمد لدھیانوی صاحب

رشید احمد گنگوہی کے ہم عصر اور دیوبندی خیال مولوی تھے۔ مرزا ملعون کو گنگوہی صاحب سے عقیدت تھی اور گنگوہی بھی مرزا کے معترف تھے، جیسا کہ صاحب تذکرۃ الرشید لکھتے ہیں۔ ''مرزا غلام احمد قادیانی جس زمانہ میں براہین قاطعہ لکھ رہے تھے اور انکے فضل و کمال کا اخبارات میں چرچا اور شہرہ تھا حالانکہ اس وقت تک انکو حضرت امام ربانی سے عقیدت بھی تھی اس طرف کے جانے والوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ حضرت مولانا اچھی طرح ہیں؟ اور دہلی سے گنگوہ کتنے فاصلہ پر ہے؟ راستہ کیسا ہے؟ غرض حاضری کا خیال بھی معلوم ہوتا تھا اسی زمانہ میں حضرت امام ربانی نے ایک مرتبہ یوں ارشاد فرمایا تھا کہ ''کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے مگر پیر کی ضرورت ہے ورنہ گمراہی کا احتمال ہے'' اس کے بعد ہی مجددیت و مہدیت و عیسویت کے خیالات ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد ۲، ص، ۲۲۸) مہدیت مجددیت و عیسویت کے دعووں کے بعد بھی گنگوہی صاحب نے مرزا ملعون کی تکفیر پسند نہیں کی جیسا کہ رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے مکتوب بنام مولوی صدیق احمد صاحب لکھتے ہیں! ''مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کی فتح الاسلام بندہ نے بھی دیکھی اجمالاً اونکو جو اول گمان تجدید ہوا ہے یہ اوسکا ہی ضمیمہ ہے کہ اب ان کے مخیلہ میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ مثیل عیسیٰ ہوں اس باب میں بندہ یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا طلبی تو انکو مقصود نہیں اور اس کو وہ دین و تائید دین اور اپنے کمالات جانتے ہیں اوسمیں مجبور ہیں۔ اس مثیل عیسیٰ ہونے کو اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کی روایات کے حقیقی معنی کے انکار کو چند جگہ سے بندہ سے استفسار کیا گیا تو بندہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ عقیدہ فاسدہ و خطا خلاف جملہ سلف و خلف کے ہے اونکو مالیخولیا ہو گیا ہے کہ خلاف عقل کے ایسی بات لکھتے ہیں کہ تمام عالم نے اوسکو نہ سمجھا اب اونکو اسکی فہم ہوئی اور پر اشتہار مباحثہ دیا ہے اور بندہ کو مخاطب بنایا ہے اور تکفیر نہیں چاہیئے کہ وہ ماول ہے اور معذور ہے فقط۔''

(مکاتیب رشیدیہ، ص ۹۰)

''گنگوہی شروع میں نرم تھے۔ مرزا کی طرف سے تاویلیں کرتے تھے۔ جب اس نے بالکل ہی صراحۃً نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے کفریات واضح کر دیئے تو مجبور ہو کر تکفیر فرمائی''۔

(مجالس حکیم الامت، ص ۲۷۹)

مفتی شفیع صاحب نے گنگوہی کی صفائی میں اتنا کہا کہ بعد میں گنگوہی صاحب نے تکفیر فرمائی تھی مگر فتاویٰ رشیدیہ میں اس موضوع پر کوئی باب نہیں ہے اور نہ قادیانیوں کے کفر پر کوئی فتویٰ موجود ہے۔ اگر کوئی

گنگوہی صاحب کے تحریری فتوے کو سامنے لایا جائے تو گنگوہی صاحب کے دفاع میں اکابر دیو بند کسی حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ایک طرف رشید احمد گنگوہی صاحب مرزا ملعون کو تکفیر سے بچانے کی کوشش میں ہے دوسری طرف قاسم نانوتوی تحذیر الناس لکھ کر مرزا ملعون کے دعوں کو سہارا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ مظفر احمد قادیانی مبلغ نے کذاب کے وکالت میں نانوتوی صاحب کی کتاب تحذیر الناس کا حوالہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ " جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔ محض انبیاء کے آخر میں آنا اپنی ذات میں کوئی وجہ فضیلت نہیں" (مسیح اور مہدی حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں، ص،۱۱۲) ایک اور جگہ تحذیر الناس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "یہی بات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیو بند نے لکھی ہے کہ:۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔" (مسیح اور مہدی حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں، ص،۱۲۱)

یہی نہیں بلکہ اسی مکتبہ فکر کے بعض حضرات مرزا ملعون سے اتنے متاثر ہوئے کہ مرزا کو ہر ماہ دعاؤں کی التجائیں پیش کرتے رہے جیسا کہ مولوی سید ابوالحسن علی ندوی صاحب مولوی عبدالقادر رائے پوری کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "حضرت نے مرزا صاحب کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ ان کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ اجیب کل دعائك الا فی شر کائك (میں تمہاری تمام دعائیں قبول کرونگا، سوا اس دعاؤں کے جو تمہارے شرکت داروں کے بارے میں ہوں) حضرت نے مرزا صاحب کو اسی الہام اور وعدہ کا حوالہ دے کر افضل گڑھ سے خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ میری آپ سے کسی طرح بھی شرکت نہیں ہے اسلئے آپ میری ہدایت اور شرح صدر کیلئے دعا کریں وہاں سے مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب ملا کہ تمہارا خط پہونچا تمہارے لئے خوب دعا کرائی گئی، تم کبھی کبھی اس کی یاد دہانی کر دیا کرو، حضرت فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں ایک پیسہ کا کارڈ تھا، میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک کارڈ دعا کی درخواست کا ڈال دیتا۔" (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری، ص ۵۵، ۵٦)۔ جب امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری افغانی قدس سرہ مسلمانوں کو مرزا ملعون کے فتنہ سے بچانے مرزا کا رد کر رہے تھے یہ دیکھ کر رائے پوری صاحب کا میلان قادیانی کی طرف اور بھی بڑھ گیا اور وہ ان کو سچا ماننے لگے جیسا کی ندوی صاحب لکھتے ہیں۔ "ایک مرتبہ فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان

صاحب نے ایک دفعہ مرزائیوں کی کتابیں منگوائی تھیں اس غرض سے کہ ان کی تردید کریں گے، میں نے بھی دیکھیں، قلب پر اتنا اثر ہوا کہ اس طرف میلان ہو گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ سچے ہیں۔" (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، ص، ۵٦) یہی نہیں بلکہ قادیانی امام کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتا رہا۔ چنانچہ ندوی صاحب لکھتے ہیں۔ "اس سفر میں مرزا صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، فرماتے تھے کہ میں ان کے امام کے پیچھے بھی نماز پڑھتا تھا اور اپنی الگ بھی پڑھ لیتا تھا۔ (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، ص،٦٢)۔ صرف رائے پوری صاحب ہی نے نہیں بلکہ ابوالکلام آزاد نے بھی مرزا ملعون کے ہاں قیام کر کے وہاں نماز جمعہ پڑھی جیسا کہ ملیح آبادی نے آزاد کی آپ بیتی نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "اس کے بعد مرزا صاحب اندر چلے گئے اور مولوی عبدالکریم مرحوم نے مجھے پھر مولانا نورالدین مرحوم اور جماعت کے بڑے بڑے لوگوں سے ملایا۔ نواب محمد علی مالیر کوٹلہ کے بھی وہیں تھے۔ جمعہ کی نماز وہیں ایک میدان میں ہوئی۔ میں گیا تو لوگوں نے مجھے پہلی صف میں جگہ دی۔ اتنے میں مرزا صاحب آئے اور منبر کے جانب میں امام کے مصلے پر بیٹھ گئے۔ اس وقت مولوی عبدالکریم نے خطبہ دیا۔ خطبے کا موضوع یہ تھا کہ بہت سی برکتیں، جو انبیاء سلف کے حصے میں نہیں آئیں، ان سے خدا نے مرزا صاحب کو سرفراز فرمایا۔ از اجملہ یہ اعلان و تبلیغ رسالت کے یہ وسائل ان انبیاء کے زمانے میں کہاں تھے۔ ریل، تار، ڈاک، گیموفون، اخبارات، پریس۔ ان وسائل سے کس طرح ہر صدا مشرق و مغرب میں پھلائی جاسکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ نماز بھی مولوی عبدالکریم نے پڑھائی، اور مرزا صاحب صف سے آگے، مگر ان سے دو انچ پیچھے تنہا کھڑے رہے۔ نماز کے بعد پھر میری طرف ملتفت ہوئے اور اصرار کیا کہ میں چندے قیام کروں۔ میں نے معذرت کی اور اسی دن روانگی کا ارادہ ظاہر کیا۔" (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص۲۱۴)

یہی نہیں بلکہ مولوی آزاد کے بارے میں یہ خبریں بھی منظر عام پر آگئیں ہیں کہ مرزا نے مرزا ملعون کے جنازے میں بھی شرکت کی تھی۔ یہ خبر دیو بندی شورش کاشمیری نے عبدالمجید سالک کی کتاب یاران کہن اپنے ادارے سے شائع کی اور اس میں لکھا گیا کہ۔

"یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار وکیل کی ادارت پر مامور تھے۔ اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے۔ اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔ (چٹان کہن، ص ۲۔۱۴۱ طبع اول چٹان

لاہور) دیوبندی اکابر واصاغر کے اصرار کی وجہ سے شورش کاشمیری نے اس کے دوسرے ایڈیشن میں یہ عبارت مذکورہ نکال دی۔ اسی اثنا میں ضلع رحیم یار خان کے ایک مشہور مصنف نے سالک صاحب سے اس مسئلے پر خط وکتابت کی جو ساری نوازش نامے کتاب مرتبہ انیس الحسن شاہ جیلانی کراچی سے شائع ہوگئی سالک صاحب اپنی وضاحت کرتے ہوئے جواب میں لکھتے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل حقیقت ہے وکفی باللہ شھیدا۔" (دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف، ص ۱۳۲، ۱۳۳)

یہی نہیں بلکہ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے تو قادیانیوں کا ذبیحہ بھی حلال اور درست کہ کر قادیانیوں کو اہل کتاب تسلیم کیا جیسا کہ لکھتے ہیں۔ "سوال: جو شخص احمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ مرزا آنجہانی کو نبی مانتا ہو یا مجدد اور ولی وغیرہ اس کے ہاتھ کا مذبوحہ حلال ہے یا حرام؟ (المستفتی ۴۶۹ عبداللہ بہاولپور)۔ جواب: اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔" (کفایت المفتی، جلد ا، ص ۳۱۳) یہی نہیں بلکہ ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ "نسلی مرزائی اہل کتاب کے حکم میں ہیں جس طرح یہود ونصاریٰ۔ شامی میں اس مسئلہ کی بحث ہے اور یہی راجح ہے۔"

(کفایت المفتی، جلد ا، ص ۳۱۷) اسی مفتی کفایت اللہ صاحب کو سید محمد میاں نے ابوحنیفہ وقت لکھا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں

"ابوحنیفہ وقت حضرت علامہ مولانا محمد مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند" (علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے، ص ۱۲۳)

کفایت اللہ دہلوی صاحب مرزائیوں کو اہل کتاب کہہ رہے ہیں اور یعقوب نانوتوی صاحب مرزائیوں کو غیر مقلد جانتے تھے، محمد لدھیانوی صاحب جب گنگوہی صاحب سے قادیانی مسئلہ پر بحث کیلئے مدرسہ دیوبند گئے تو وہاں کے احوال لکھتے ہوئے رقم کرتے ہیں۔ "مدرسہ دیوبند بتاریخ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ ہجری میں پہنچے دوسرے روز مولوی رشید احمد صاحب ملاقات کے واسطے تشریف لائے بعد ازاں مولوی محمد یعقوب صاحب بھی براہ مہمان نوازی ملنے کو آئے راقم الحروف نے کچھ حال قادیانی کا بطور اجمال زبانی بیان کیا مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ اگر بطور ظلیت آنحضرت ﷺ اسپر درود الہامات کا ہونا ہو تو

کیا عجب ہے، میں نے کہا کہ اگر اہل کتاب یہود نصاریٰ یہ اعتراض کریں کہ جیسا قادیانی پر بسبب ظلیت آیات قرآنی نازل ہو رہی ہیں ایسا ہی تمہارے پیشوا خود مستقل پیغمبر نہیں تھے بلکہ بسبب اتباع ابراہیم علیہ السلام کے ان پر قرآن بطور الہام نازل ہوا ہوگا تو پھر آپ کیا جواب دو گے۔ مولوی صاحب نے لاجواب ہوکر یہ فرمایا کہ میں اس شخص کو اپنی تحقیق میں غیر مقلد جانتا ہوں۔" (فتاوی قادریہ، ص ۱۵)۔

(اور سرسید جیسے حضرات نے مرزا دجال کی رہنمائی کی جیسا کہ سید محمد میاں صاحب لکھتے ہیں۔ "آج ہم مرزا قادیانی کو برا کہتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمام دجالوں کی رہنمائی سرسید نے کی۔"

(علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے، ص ٦٦)

یہی وجہ تھی شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال نے فرمایا۔

"حضرت علامہ نے فرمایا" قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے، اور دونوں اس تحریک کی پیداوار جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔"

(اقبال کے حضور، نشتیں اور گفتگوئیں، ۲٦١)

دیوبندی مولوی عبدالماجد دریابادی جو حسین احمد ٹانڈوی اور تھانوی صاحب کے لاڈلے مریدین میں سے ہے وہ بھی قادیانیوں کی حمایت کرتے رہے جیسا یوسف لدھیانوی کی تالیف "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے پیش لفظ میں لکھا ہے۔

"سب سے پہلا مضمون مولانا عبدالماجد دریابادی کے رد میں لکھا۔ موصوف نے "صدقِ جدید" میں ایک شذرہ قادیانیوں کی حمایت میں لکھا تھا۔"

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۳ جلد اول)

دیوبندی مولوی عبدالماجد دریابادی آخر وقت تک قادیانیوں حمایت کرتے رہے اور اسی عقیدے پر چل بسے جس کا اظہار دیوبندی جسٹس نے کچھ ان الفاظ میں کیا ہے۔

"قادیانیت کے مسئلے میں ان کا نرم گوشہ پوری امت کے خلاف تھا اور بلاشبہ یہ ان کی سنگین ترین غلطی تھی جس پر اللہ ان کی مغفرت فرمائے لیکن وہ پوری امت کی مخالفت کے باوجود اپنے اس موقف پر قائم رہے۔" (نقوشِ رفتگاں ص ۸۰)

علماء اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی مرزا ملعون کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہاں

دیوبندی دریابادی مرزا کے حمایتی بنے ہیں اور اس حمایت پر دیوبندی جسٹس تقی عثمانی ان کیلئے دعا گو ہیں
کیا کسی مشرک کافر کیلئے دعائے مغفرت جائز ہے؟

اس موضوع پر لکھا جائے تو اس کیلئے ایک الگ تصنیف کی ضرورت ہے۔ یہاں اسی پر اکتفا کر رہا ہوں تاکہ مضمون طویل نہ ہو جائے، قادیانیت کے رد پر باباجی مبارک کی خدمات ذکر کرنے سے پہلے ضروری تھا کہ قادیانیت کے پس منظر کو سامنے لایا جائے کہ کن کن حضرات کی وجہ سے قادیانیوں کو تقویت اور دلائل کا سہارا ملا۔ مرزا ملعون کے گمراہ کن عقائد، دعوں اور کفریات کے ابطال میں علماء اہلسنت روز اول سے میدان عمل میں موجود تھے جنہوں نے مرزا ملعون کے دجالی روپ سے نقاب ہٹایا اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچایا جن میں سب سے پہلے (۱) مناظر اعظم فاتح مناظرہ بہاولپور حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری مجددی قدس سرہ نے نہ صرف مرزائیوں سے مناظرے کئے بلکہ ان کو مباہلے کا چیلنج بھی دیا ۔ براہین احمدیہ کے دو حصے ۱۸۸۰ء میں اور تیسرا حصہ ۱۸۸۲ میں منظر عام آیا تو سب سے پہلے آپ ہی نے اس کی گرفت کی اور ''تحقیقات دستگیریہ فی ردھفوات براہینیہ'' کے نام سے ۱۸۸۳ میں تحریر فرمایا۔ اور سب سے پہلے ان پر کفر کا فتویٰ بمع تصدیقات علماء حرمین شریفین شائع کیا۔ (۲) امام مجدد اعلیحضرت احمد رضا خان قادری افغانی قدس سرہ نے حسام الحرمین کے علاوہ کئی مستقل کتابوں میں مرزا ملعون کا بھر پور رد لکھا، امام مجدد کے تلامذہ اور خلفاء ہمیشہ تردید قادیانیت پر کمر بستہ رہی۔ ان کے علاوہ جو علماء کرام رد قادیانیت میں صف اول کے پاسبان رہے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ (۳) پیر مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی قدس سرہ (۴) مفتی غلام قادر بھیروی قدس سرہ (۵) مولانا فیض الحسن سہارنپوری قدس سرہ (۶) علامہ غلام رسول نقشبندی امرتسری قدس سرہ، (۷) قاضی فضل احمد لدھیانوی قدس سرہ (۸) علامہ اصغر علی روحی لاہوری قدس سرہ (۹) علامہ مولانا حیدر اللہ خان نقشبندی قدس سرہ (۱۰) مولانا حسن رضا خان بریلوی قدس سرہ۔

ایسے علماء اہلسنت کی فہرست طویل جنہوں نے قادیانیوں اور قادیانی نواز فرقوں کے رد میں اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جب قادیانیوں نے پاکستان کا رخ کیا اور پاکستان کے وزیر خارجہ ظفر اللہ کے نام سے برائے نام قیمت کے عوض ربوہ کی زمین حاصل کر کے ارتداد پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔ اس فتنے کے انسداد کیلئے تمام مکاتب فکر کے علماء نے ۱۹۵۳ء میں مجلس عمل قائم کی جس کے صدر صدر الافاضل کے فیض یافتہ عالم علامہ مولانا ابوالحسنات قادری قدس سرہ منتخب ہوئے۔

عاشق صادق حضرت محمد آمین باباجی مبارک قدس سرہ نے بھی قادیانیوں کے خلاف ۱۹۵۳ء کی اس تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ باباجی مبارک نے ملک بھر میں قادیانیوں کے خلاف احتجاجی جلسے کئے۔ اسی سلسلے میں ۲۴ فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں حضرت باباجی مبارک کے زیر صدارت ختم نبوت کانفرس منعقد ہوئی۔ جب اعلامیہ جاری ہوا کہ اگر کسی نے بھی جلسے کی صدارت کی تو اسے پھانسی دی جائے گی یہ اعلان سن کر بہت سارے لوگوں نے جلسہ گاہ چھوڑ کر چلے گئے جب کہ باباجی مبارک نے مائیک ہاتھ میں لے کہ اعلان کیا کہ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر اگر کسی کو دار پر لٹکایا جائے تو فقیر اپنی گردن سب سے پہلے پیش کرتا ہے۔ اور جلسہ کی صدارت کرنے کا اعلان فرمایا۔ یہ منظر اس وقت کے روزنامہ زمیندار ۱۹ فروری ۱۹۵۳ء لاہور نے بھی محفوظ کیا تھا۔ باباجی مبارک نے منعقدہ کانفرس میں بھر پور شرکت کی اس کانفرس میں حکومت سے یہ مطالبات پیش کئے گئے۔ (۱) ظفر اللہ کو فوراً وزارت سے ہٹایا جائے (۲) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے (۳) مختلف سرکاری محکموں میں متعین مرزائی افسروں پر پابندی لگائی جائے کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ نہ کرے۔ ۲۴ فروری ۱۹۵۳ء کو آپ گجرات ریلوے اسٹیشن سے گرفتار کر لئے گئے۔

عقیدہ ختم نبوت پر باباجی مبارک خلفیہ بیان کا خلاصہ

باباجی مبارک نے فرمایا میں نے دنیائے اسلام کے اکابر اور علماء سے اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے اور خود قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا ہے، جس کے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اور اسی عقیدے کی بنیاد پر دنیا کے تمام علماء اور مسلمان متفق اور متحد ہیں۔ اگر مسلمانوں میں جدید نبوت کے اجرا کی اجازت دی جائے اور ہر ملک کے لئے الگ الگ نبی کا عقیدہ رکھا جائے تو اس سے نہ صرف ختم نبوت کے عقیدے پر اثر پڑے گا بلکہ مختلف ممالک کا آپس میں زبردست ٹکراو پیدا ہوگا جس سے نہ صرف خانہ جنگی ہوگی بلکہ اسلام کا حلیہ بھی بگڑ جائے گا۔ اور مسلمان قوم کفر کے دلدل میں پھنس جائے گا۔ مسلمانوں کا اتحاد واتفاق اسی میں مضمر ہے کہ ہم ختم نبوت کے عقیدے پر پختگی سے قائم رہیں (نوٹ: یہاں باباجی مبارک نے ان حضرات کا رد کیا ہے جو الگ الگ زمیں پر الگ الگ نبی کے قائل ہیں اور روایت ''اثر'' کا سہارا لیتے ہیں)۔ عقیدہ ختم نبوت ہی وہ واحد نقطہ ہے جس پر مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے۔ اگر اس نقطے کو حذف کر دیا جائے تو مسلمان قوم پارہ پارہ ہو جائے گی اور مسلم قوم کی پہچان ختم ہو جائے گی، اسی وجہ سے

آج مختلف مکاتب فکر صرف اسی نقطہ کی بنیاد پر جمع ہوئے ہیں اور حکومت پاکستان کیسامنے اپنے مطالبہ پیش کرتے ہیں۔اسلامی تاریخ شاہد ہے حضور خاتم النبیین ﷺ صدیق اکبرؓ سے لے کر آج تک کسی بھی مسلمان سلطنت اور مسلمان قوم نے نبی کریم ﷺ کا شریک فی الرسالت نہ برداشت کیا ہے اور نہ اس قسم کے عقیدے کو اسلام جانا ہے۔اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا بہاؤاللہ ایرانی تک کسی مدعی نبوت کو کبھی کسی بھی مسلمان اور کسی سلطنت نے معاف نہیں کیا اور نہ ان سے کسی قسم کی رواداری اور نہ ان سے کسی قسم کے تعاون کو جائز رکھا، اسی عقیدے کی بنیاد پر ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔کیونکہ اسی عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد پر پاکستان کا مسلمان باقی دنیائے اسلام کے مسلمانوں کے عقیدہ وحدت سے الگ نہیں ہوگا۔دشمنان اسلام کو اس پروپیگنڈا کا موقع نہیں ملے گا کہ پاکستان اغیار انگریز کا ایجنٹ ہے۔کیونکہ قادیانی انگریز کا لگایا ہوا پودا ہے اور ظفر اللہ اس لگائے ہوئے پودے کو پانی دے رہا ہے۔ظفر اللہ کی برطرفی سے ان کی قادیانیت کی تبلیغ رک جائے گی جس کا وہ ناجائز استعمال کر رہا ہے۔ظفر اللہ کی برطرفی سے پاکستان اپنی وہ عزت بحال کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جو عالم اسلام میں قادیانیوں کی وجہ سے کھو چکے ہیں۔قادیانیوں کے اقلیت ہو جانے سے ان کی ترویج ختم ہو جائے گی۔قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ نے جو بیان دیا ہے کہ ان کو الگ صوبہ دیا جائے جس میں وہ آسانی سے رہ سکیں، اس مطالبے سے سے ان کے عزائم بے نقاب ہو رہے ہیں کہ وہ پاکستان میں اسرائیل کی طرز ایک الگ ریاست بنائے جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں اور ملک کو نہ صرف ٹکڑوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں بلکہ اسلام کے مقابلہ پر آنا چاہتے ہیں۔ان عزائم کے باوجود بھی ہماری حکومت رواداری کے خواب خرگوش میں پڑی ہوئی ہے۔اسی لئے مرکزی حکومت سے ہمارا مطالبہ جائز اور آئینی ہے۔ہم حکومت پاکستان کی لئے مشکلات نہیں چاہتے اسی لئے اپنے معتقدین کو سختی سے روک رکھا ہے کہ میری گرفتاری کی صورت میں اشتعال سے کام نہ لیں اور خلاف قانون کوئی حرکت نہ کریں۔

ختم نبوت کے سلسلے میں آپ ۳ ماہ گجرات کے جیل میں اور ۶ ماہ راولپنڈی جیل میں رہے۔پھر آپ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔آپ نے پھانسی کے پھندے کو پھولوں کا ہار سمجھتے ہوئے قبول کیا مگر ناموس رسالت پر کسی قسم کی سودے بازی نہ کی بلکہ اسی دار کو ذریعہ نجات سمجھتے ہوئے آقائے دوجہاں رحمۃ

اللعالمین ﷺ میں عقیدت سے نعت شریف کے نذرانے پیش کئے۔جیل میں آپ نے کتاب "تبارک اللہ احسن الخالقین" تالیف فرمائی۔چنانچہ جب آپ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تو آپ نے مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے سرور دو عالم ﷺ کے حضور یہ استغاثہ فرمایا!

ما ستا د عشق په جرم وجنی داغوغا چه دہ نن

سر کړه راپورته په دیوال دا تماشه چه دہ نن

فرماتے ہیں۔ہر طرف یہی چرچا ہو رہا ہے کہ مجھے آپ ﷺ کے عشق کے جرم میں قتل کیا جا رہا ہے۔حضور نظر کرم فرمائیں اور اس نظارے کو ملاحظہ فرمائیں۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ ابوالحسنات قادری قدس سرہ بھی گرفتار کئے گئے اور ان کو سکھر جیل منتقل کیا گیا پس دیوار زندان ان کو اطلاع مل گئی کہ ان کے اکلوتے فرزند مولانا خلیل احمد قادری کو بھی پھانسی کی سزا دے دی گئی ہے تو علامہ ابوالحسنات قادری صاحب نے بے ساختہ کہا "الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میرا یہ معمولی سا ہدیہ قبول فرمایا" قریب تھا کہ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوتی لیکن بعض آسائش پسند لیڈر حکومت سے معافی مانگ کر رہا ہو گئے، بعد ازاں حکومت نے علماء اہلسنت کو بھی رہائی دی۔

جیل سے رہائی کے بعد بھی باباجی مبارک آرام سے نہیں بیٹھے بلکہ قادیانیت کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھی۔جون ۱۹۵۴ء کو الجاہد آباد میں جماعت ناجیہ کا آٹھواں اجتماع بعد نماز جمعہ منعقد کیا۔جس میں باباجی مبارک نے حکومت پاکستان سے یہ مطالبے کئے۔(۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ظفر اللہ کو فوراً وزارت سے برطرف کیا جائے،(۲) اسلامی دستور کو مکمل کیا جائے اور عام انتخابات منعقد کئے جائیں۔اسیران مارشل لاء خصوصاً عبدالستار خان نیازی اور دیگر حضرات کو رہا کیا جائے۔(۳) سیفٹی ایکٹ آرڈیننس دفعہ سرحدی منسوخ کیا جائے۔(۴) ملک سے فحاشی اور عریانی کے روک تھام کیلئے حکومت فوری طور پر اقدامات کریں، ریڈیو پر فحش پروگرام اور سینما پر پابندی لگا دی جائے اور مخلوط طرز تعلیم بند کی جائے۔اسلامی ریاست کے باشندوں کیلئے اسلامی ماحول پیدا کیا جائے

پرویزی فتنہ کے خلاف آواز حق

پرویزی دراصل وہابیوں سے نکلی ہوئی ایک شاخ ہے۔جیسا کہ محبوب عالم صاحب (المتوفی ۱۹۳۳ء)

لکھتے ہیں۔ ''وہابی اپنے آپ کو اہلحدیث و اہلسنت و محدث و عامل بالحدیث و موحد کہتے ہیں اور اپنے مخالفوں و مقابلوں کو بدعتی کہتے ہیں، اور اب وہابی غیر مقلدین اور حنفی مقلدین کے نام سے مشہور ہیں۔ آجکل اس فرقہ میں بہت سے اختلافات ہو گئے ہیں بعض انمیں سے خود ساختہ پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہو گئے ہیں۔ اور بعض غلام نبی چکڑالوی کے مذہب پر ہو گئے ہیں جو اپنے آپ کو اہل القرآن کہتے ہیں۔ ان کے ہاں احادیث کی چنداں عزت نہیں ہے وہ ہر ایک مسئلہ میں قرآن سے استدلال کرنا چاہتے ہیں۔ ان سب خرابیوں کا باعث ترک تقلید ہے۔'' (اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ص ۸۰۱) باباجی مناظر بھی تھے اور ہر بدعقیدگی کے خلاف آپ نے آواز حق بلند کی۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۷ء میں جب باباجی کو خبر مل گئی کہ غلام احمد پرویز پشاور آرہا ہے تو آپ نے اعلان حق کے نام سے ایک اشتہار شایع کیا اور غلام احمد پرویز کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ جس میں چند شرائط مناظرہ پیش کی گئیں۔

(۱) مقام مناظرہ پاکستان کے علاوہ کسی ایسے اسلامی ملک میں ہو جہاں حدود و قصاص جاری ہو سکتا ہو۔ (۲) فریقین میں سے جو کوئی بھی مناظرہ ہارے گا اسے سنگسار کیا جائے گا۔ (۳) مناظرے میں کوئی اسلامی قاضی مقرر ہو۔ (۴) مناظرے میں اصول مقرر کیے جائیں کہ نقل صرفہ ہوں یا نقلصر فہ یا دونوں ہوں۔ (اشتہار اعلان حق)

یہ وجوہات شرائط اس لئے پیش کیے گئے تھے کہ ۲۴ اکتوبر کو بمقام اتمانزئی حاجی شاہنواز خان کے مکان پر جماعت ناجیہ نے صدر جمہوریہ پاکستان مرزا اسکندر سے مطالبہ کیا تھا کہ پرویز منکر حدیث کو انتخابی بورڈ سے ہٹایا جائے اس نے انکار کیا اور اس کی حمایت کی۔ اس لئے پاکستان اس مناظرے کیلئے موضوع نہیں۔ دوسری شرط کی وجہ یہ تھی کہ لفظی مناظرہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ ملزم اپنے کیفر کردار تک نہ پہنچے۔ تیسری شرط اس لئے لگائی گئی تھی کہ بغیر قاضی کے فیصلہ نہیں ہو پاتا۔ چوتھی شرط کی وجہ یہ تھی کہ اصول بحث و مناظرہ معلوم ہوں۔

نوٹ: (اس اشتہار میں شرائط کے یہ وجوہات بھی شائع کیے گئے)

غلام احمد پرویز جب پشاور پہنچے تو باباجی مبارک نے اپنے دست اقدس سے پرویز کو یہی چیلنج دیا۔ مگر پرویز مناظرے کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ اخبارات نے بھی اس خبر کو خوب شایع کیا۔ مگر پرویز بھاگ نکلے اور صرف اتنا کہا کہ میں حنفی خاندان میں پیدا ہوا ہوں۔ باباجی مبارک حضور ﷺ کے عشق میں مست رہتے تھے۔

یہی عشق آپ کی ادا بھی تھی اور صدا بھی۔ ادا یہ کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر آپ کی زندگی کا مقصد تھا، کفار کے خلاف جہاد کرتے ہوئے ساری زندگی گزاری، اور صدا یہ کہ بدعقیدوں سے مناظرے کیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تحریر ابوالصمصام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

حدائق بخشش اور مجاہد کبیر کا کلام

امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اور عاشق صادق مجاہد کبیر الحاج محمد امین باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ دونوں صاحبین کی شاعری کا موازنہ کیا جائے تو ان کا محور صرف ایک ہی ہے اور وہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں فنائیت۔ جب بھی یہ حضرات شعر کہنے کیلئے لب کشائی فرماتے ہیں تو ان کے الفاظ کی لڑیاں نعت مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں دلوں کیلئے تسکین کا باعث بنتی ہیں۔ جہاں باباجی مبارک نے اپنے اشعار میں نبی کریم ﷺ کے عشق میں خود کو فنا کرنا چاہا وہاں امام مجدد نے بھی عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں اپنا تن من دھن پھونک دیا۔ آیئے خدائق بخشش اور باباجی مبارک کے کلام کا موازنہ کرتے ہیں کہ دونوں میں کتنی مناسبت اور ہم آہنگی موجود ہے۔ کہ ان حضرات نے اپنے عشق کو کس انداز میں پیش کیا اور کس طرح ان حضرات نے ایک دوسرے کے عقائد کی ترجمانی کی۔

اسی لئے امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

یا رسول اللہ دہائی آپ کی گوشمالِ اہل بدعت کیجئے

امام مجدد اعلیٰ حضرت ''یا'' سے خطاب کی تعلیم فرماتے ہیں۔ جیسا کہ ''حدائق بخشش صفحہ ۹۸، ۱۰۰ پر فرماتے ہیں۔

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا مفلسو سامانِ دولت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضور ﷺ سے مدد طلب کرنا

صحابہ کرام اور اولیاء امت ہمیشہ سے نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کرکے آئے ہیں۔ آج کل کچھ کم فہم حضرات اسے شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت مباک نے اپنے نعتیہ کلام میں حضور ﷺ سے فریاد اور مدد طلب کی ہے۔ حضور ﷺ سے مدد طلب کرنے پر امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اور عاشق صادق باباجی مبارک کا عقیدہ مشترک ہے۔ باباجی مبارک کے نعت شریف کو بھی غور سے ملاحظہ کیجئے جس میں باباجی مبارک نے بھی نعرہ یارسول اللہ ﷺ سے خطاب کرکے اپنی فریاد بیان کی جو کہ دیوانِ مداح صفحہ ۲۳۵ پر اردو کے اس نعت شریف میں موجود ہے۔

یارسول اللہ ﷺ

گدائی کمترین ہوں میں تمہارا یارسول اللہ☆ نہ چھوڑو بے نوا مجھ کو خدارا یارسول اللہ
رکھا ہے تاجِ عزت ذوالمنن نے آپ کے سر پر☆ عطا کرو وصل کا صدقہ گدارا یارسول اللہ
تمامی انبیاء میں ہوئے ہو برگزیدہ تم☆ نہیں کوئی بشر تجھ سا پیارا یارسول اللہ
نہ ہوگا کوئی بھی داخل وہاں جنت کے قصروں میں☆ نہ ہوگا تم سے آقا گر سہارا یارسول اللہ
خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہو مہربان حضرت☆ بہت مشتاق وصلت ہوں بچارا یارسول اللہ
میرے صاحب میرے آقا ہوں محمد آمین عاصی☆ نہیں تجھ بن کوئی صاحب ہمارا یارسول اللہ

دیوانِ مداح صفحہ ۲۲۲ پر یہ نعت شریف ''اغثنی یارسول اللہ'' موجود ہے۔

اغثنی یارسول اللہ

نصیب دے رب کڑہ سرداری اُغثنی یا رسول اللہ☆ شولہ راپیخہ لاچاری اغثنی یا رسول اللہ
سیری گریبان یمہ حیران زہ د هجران پہ ماتم تل☆ لرم لہ عشقہ بیماری اغثنی یا رسول اللہ
تہ کان د جود و د عطا اوکڑے نظر پہ ما گدا☆ چہ رانہ دور شی دشواری اغثنی یا رسول اللہ
پہ تجلو دے د رخسار کون و مکان شو پر انوار☆ پیدا لتا وفاداری اغثنی یا رسول اللہ
خاورے د درستامِ پہ سر کہ شی لطف و کرم پہ وی☆ لرمہ دا امیدواری اغثنی یا رسول اللہ
فقیر گدا محمد آمین برائے رب العلمین☆ وائی چہ شاہ مختاری اغثنی یا رسول اللہ

آپ اللہ عزوجل کے عطا سے سردار ہیں یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے، مجھے لاچاری نے گھیر رکھا ہے یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے۔ آپ کے فراق میں روتا رہتا ہوں میرا حال بے حال ہوا ہے آپ کے عشق میں گرفتار ہوں یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے۔ آپ جود و عطا کے مرکز ہیں مجھ فقیر پر نظرِ کرم فرمایئے تاکہ میری مشکل دور ہو جائے یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے۔ آپ کے چہرہ مبارک کے نور سے کائنات روشن ہوا آپ ہی کی وجہ سے وفا کی تخلیق ہوئی یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے۔

اگر مجھے آپ کے درپاک کا خاک نصیب ہو جائے تو یہ آپ کا کرم واحسان ہوگا میں آپ سے یہی امید لگائے بیٹھا ہوں یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے۔ فقیر محمد آمین آپ کے حضور عرض کرتا ہے رب العلمین

کے واسطے یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے کیونکہ آپ شاہ ومختار ہیں۔

یہی رنگ وصدا امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کے کلام میں کچھ یوں نمایاں انداز سے تحریر ہے، فارسی نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

اغثنی یارسول اللہ

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ☆پریشانم، پریشانم اغثنی یا رسول اللہ

ندارم جز تو ملجائے ندارنم جز تو ماوریٰ☆توئی خود سازو سامانم اغثنی یا رسول اللہ

شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن☆مریض درد عصیانم اغثنی یا رسول اللہ

گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد☆مدد اے آب حیوانم اغثنی یا رسول اللہ

رضایت سائل بے پر توئی سلطان لانتہر☆ شہا بہرِ ازیں خوانم اغثنی یا رسول اللہ

اسی طرح باباجی مبارک گلزارِ مدینہ صفحہ ۳۵ پر حضور ﷺ سے مدد طلب کرتے ہوئے فرماتے ہیں نعت شریف کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

تہ شھنشاہِ دو عالم زہ ستا فقیر یا نبی☆ د عاجزئی کچکول پہ لاس ولاړ دلگیر یا نبی

د مدینے منورے ډیر نامور سردارہ☆خیر در نہ غواړم پہ نامۂ د رب قدیر یا نبی

یا نبی ﷺ آپ دونوں جہاں کے بادشاہ ہیں اور میں آپ کے در کا گدا ہوں، یا نبی ﷺ اپنی عاجزی کا کشکول لئے پریشان اور بے بس کھڑا ہوں۔ اے عالی مقام سردارِ مدینہ، رب قدیر کے نام پر آپ سے بھیک مانگ رہا ہوں یا نبی ﷺ۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت اسی مناسبت سے فرماتے ہیں۔

لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں☆ کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں☆ ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

ان خیالات کا اظہار باباجی مبارک دیوانِ مداح صفحہ ۹۲ پر یوں کیا ہے۔

د نیاز کچکول پہ لاس کے خاکسار لرم هنر

مجھ خاکسار میں بس یہی ایک خوبی ہے کہ آپ کے دَر پر بھیک مانگنے کیلئے ہاتھ میں کشکول لے کر کھڑا ہوں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۹۶ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

ما جولئی د عاجزئی در تہ نیولے☆ما تش مہ پریدہ دلبرہ ئے غیور

مجھ فقیر نے آپ کے دَر جھولی پھیلائی ہے، آپ غیرت والے ہیں مجھے اپنے در سے بے نوا مت چھوڑیئے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۱۳ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

زہ د یار پہ امداد ہر زائی کے محتاج یم☆ کرینہ غواړم هم دلی هم پہ قیامت لاس

میں ہر جگہ حضور ﷺ کے امداد کا محتاج ہوں اسی لئے یہاں بھی آپ ﷺ سے مانگتا رہتا ہوں اور قیامت کے دِن بھی آپ ﷺ میرے لئے سہارا ہیں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۱۷ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

بے لتا نہ مِ پہ دوارو کونو نیشتہ☆ د زرہ سرہ در قربان شم فریاد رس

دونوں جہانوں میں آپ کے سوا میرا کوئی آسرا نہیں اے میرے دلدار آپ پر قربان جاؤں آپ میری فریاد رسی کرنے والے ہیں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۴۹ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

پہ محمد آمین نظر د رحمت بویہ☆ د نیاز کچکول پہ لاس دے نا علاج

محمد آمین پر نظرِ رحمت فرمایئے آپ کے در پر کشکول ہاتھ میں لئے سوالی بن کر بیمار پڑا ہے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۰۱ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

د نیاز کچکول کے خیر د وصل راکرہ☆ بے نوا تلے لہ تا نہ دے فقیر

میں آپ کے در پر وصل کی بھیک مانگنے کیلئے ہاتھ میں کشکول لئے کھڑا ہوں، آپ کے در سے کوئی فقیر بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اسے کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

واہ کیا جود کرم ہے شاہِ بطحا تیرا☆ نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

گلزارِ مدینہ ص ۶۱ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

سلام محمد آمین عرض کری پہ حضور د محبوب☆ جولئے خالی راوړے چا لہ دے دربارہ نہ دہ

محبوب ﷺ کے حضور محمد آمین سلام عرض کرتا ہے، اس درِ پاک سے کوئی بھی خالی جولی لے کے نہیں لوٹا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اسے کچھ اس انداز میں بھی بیان کرتے ہیں۔

مانیں گے مانگے جائیں گے منہ کی پائیں گے☆ سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

دیوانِ مداح ص ۲۸ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

چہ کچکول ترے چا خالی نہ دے راوړے☆ ما لیدلے هغه ستا دربار عجب

میں نے آپ کا دربار مبارک ایسا پایا ہے۔جس سے ابھی تک کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں آیا۔

امام مجدداعلیٰ حضرت مبارک اسے کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا

نہ یہاں نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

اپنے نعت شریف ''یارسول اللہ'' میں باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

پڑاہے قہر دریا میں تمہارا کشتی امت☆ لگادو بہر رب انکو کنارہ یارسول اللہ

اسی مناسبت سے امام مجدداعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

منجدھار پہ آکے ناؤ ڈوبی☆ دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

گرداب میں پڑگئی ہے کشتی☆ ڈوبا، ڈوبا اتار آقا

دیوانِ مداح صفحہ ۲۲۶ پر باباجی ''یارسول اللہ'' نعت لکھتے ہیں چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

ډ په گرداب کے دی بیړئ ډ امت یا رسول اللہ

کړ ئے باهر په بازو ډ عنایت یا رسول اللہ

مبارک مخ دے رابیرون کړه جور عالم کے شو ظلمت

چه بیرته شی په تجلو دے ظلمت یا رسول اللہ

خرامان شه ډ مظلومئ ډ مسلم حال وګوره نن

تنگ شو ډ لاسه ډ اهل ضلالت یا رسول اللہ

یارسول اللہ ﷺ امت کی کشتی گرداب میں پڑگئی ہے یارسول اللہ ﷺ اپنے دستِ عنایت سے اسے پار لگا دیں۔ دنیا میں ظلمت چھائی ہوئی ہے یارسول اللہ ﷺ اپنے چہرہ مبارک سے حجاب اٹھائے تاکہ آپ کے نور کی تجلیوں سے ظلمت کے اندھیرے مٹ جائیں۔ یارسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے حال پر نظر کرم فرمائیے جوگمراہوں کے ظلم وستم کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔

باباجی مبارک رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے دیوانِ مداح ص ۱۶۵ پر فارسی نعت میں یوں عرض کرتے ہیں۔

ترحم یا نبی اللہ تُرحم☆ ببین از لطف و جود خود بحالم

باباجی مبارک روحی فداص ۳۰ پر فرماتے ہیں۔

ترحم اے ډ مدینے منورے مسیحه☆ پټئے ډ صبر به په زخم ډ زړه ګدم تر کومه

اے مدینہ طیبہ کے مسیحا رحم فرمائیے میں کب تک اپنے زخمی دل پر صبر کا مرہم لگاتا رہوں گا۔

باباجی مبارک روحی فداص ۵۹ پر فرماتے ہیں۔

ترحم یا حبیب اللہ ترحم☆ په زخمی زړونو باندے کیده مرهم

رحم فرمائیے یاحبیب اللہ رحم فرمائیے میرے زخمی دل پر مرہم لگائیے۔

باباجی مبارک رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے دیوانِ مداح ص ۲۴۱ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

ما نیولے لمن ستا ده تا پسے مِ اقتدا دا☆ رب نه غوارم ستا لار هراکره لاس ډ رب ډ پاره

آپ کی اقتدا میں آپ کا دامن پکڑ لیا ہے، رب کریم سے آپ کی اطاعت کا طلب گار ہوں، اللہ کیلئے میرے ہاتھ کو تھام لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ سے دیدار کی فریاد کرتے ہوئے گلزارِ مدینہ صفحہ ۴۷ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

دکھادو یارسول اللہ جمال اب محمد آمین کو☆ کہاں تک ناتواں و زار و محزون بیٹا ہوگا

حضور ﷺ کو مشکل کشا مانتے ہوئے باباجی مبارک کچھ یوں گویا ہوتے ہیں۔گلزارِ مدینہ صفحہ ۴۵ نعت ''صلوٰۃ برمحمد'' سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

دل رادوا محمد، جان راشفا محمد، مشکل کشا محمد صلوٰۃ برمحمد

امام مجدداعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اف وہ رہ سنگلاخ آہ یہ پاشاخ شاخ☆ اے میرے مشکل کشا تم پہ کروڑوں درود

ایک اور جگہ امام مجدداعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

یاالٰہی ہرجگہ تیری عطا کا ساتھ ہو☆ جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

باباجی مبارک نے کئی نعتوں میں نبی کریم ﷺ کیلئے ندائے ''یا'' کے ساتھ خطاب کیا۔ ''گلزارِ مدینہ'' کے

صفحہ نمبر ۹ اور ۱۰ پر ندائے یارسول اللہ کچھ اس انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

ته ئے منشا د عالم فی الحقیقت یارسول الله☆ته ئے حامی دا امت عپل په قیامت یارسول الله

الم نشرح لك ستا د سینے رب ونیلے دے☆فسبحان الذی اسریٰ دِعزت یا رسول الله

تاج دلولاك دِمبارك شه ائے محبوب صمدان☆قاب وقوسین او ادنیٰ د قربت یا رسول الله

شریف نسب طه لقب مزمل هم لقب دے ستا☆سراسر منبع جود و سخاوت یارسول الله

نفسی نفسی به کیږی ویل هر یومرسل روزمحشر☆ته د عاصیانو به کوے شفاعت یا رسول الله

دغه آرزو او تمنا لري محمد امین مسکین☆وائی چه شی مدینه کے مِ تربت یا رسول الله

یارسول اللہ ﷺ آپ باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ بروزِ محشر اپنی امت کے حامی و ناصر ہیں رب کائنات نے آپ کے سینہ مبارک کو الـــم نشـــرح لك فرمایا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ فسبحان الذی اسریٰ آپ کی تعظیم وتوقیر پر دال ہے۔ اے محبوب صمدانی آپ کو تاج لولاک مبارک ہو، یارسول اللہ ﷺ آپ کو قاب وقوسین او ادنیٰ کے قربت سے نوازا گیا۔ آپ کا نسب مبارک عزت اور شرافت والا ہے، طٰہٰ اور مزمل آپ کے القابات ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ جود وسخا کے مرکز ہیں۔ روز محشر جب انبیاء کرام جو معصوم ہیں وہ بھی نفسی نفسی پکارتے رہیں گے، یارسول اللہ ﷺ اسی دن آپ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ محمد امین یہی خواہش اور تمنا دل میں بسائے بیٹھے ہیں، اور عرض کرتا ہے یارسول اللہ ﷺ کہ میرا مدفن مدینے میں ہو۔

اسی گلزار مدینہ کے صفحہ ۹ پر سردارِ دو عالم ﷺ سے عرض کرتے ہوئے اپنے دل کی فریاد کچھ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

اے د مدینے حبیبه ستا حرم یادیګی مِ☆ زړه د فراقت په خنجر دم په دم غوڅیګی مِ

یو زله بیا ګنبدِ خضرا نما شولے یا نبی☆هغه زرغونه قبا په زړه بانِدِ وریګی مِ

یا شفیع المذنبین نارے مِ دی په در کے ستا☆روبرو جان جگر روضے ته دِ جړیګی مِ

اے محبوب مدینہ ﷺ آپ کے حرم شریف کی یاد میں دل بے قرار ہے، جدائی کے اس خنجر نے میرے دل کو چھیر کے رکھ دیا ہے۔ یا نبی ﷺ کاش کہ ایک بار پھر میری آنکھوں کے سامنے گنبد خضرا کا جلوہ ہو، میرا دل ہر وقت اسی گنبد کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے۔ اے شفیع المذنبین ﷺ آپ کے در مبارک میں یہی فریاد اور

پکار ہے میری، کہ روضہ مبارک کی دیدار کیلئے جان بے تاب ہے اور دل روتا رہتا ہے۔

اسی گلزار مدینہ میں ایک نعت مبارک ندائے ''یا'' کے ساتھ عرض کرتے جس میں نبی کریم ﷺ کو ''یارسول مدنی'' سے پکارا ہے اسی نعت شریف کے دو اشعار ملاحظہ ہوں جو گلزار مدینہ کے صفحہ نمبر ۱۶ پر موجود ہیں۔

تانه قربان تا نه قربان یا رسولِ مدنی☆ته معشوقه ئے د سبحان یا رسولِ مدنی

ستا محبت چه په کوم زړه کے نقش کړے نه وی☆ چرے به نشی مسلمان یا رسولِ مدنی

یارسولِ مدنی ﷺ آپ پر قربان جاؤں آپ پر فدا ہو جاؤں، یارسولِ مدنی ﷺ آپ اللہ عزوجل کے محبوب ہیں۔ یارسولِ مدنی ﷺ جب تک کوئی آپ کی محبت کو دل پر نقش نہ کرلے اس وقت تک وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔

اسی گلزارِ مدینہ کے صفحہ ۲۲ پر ایک اور نعت شریف بھی ندائے ''یا'' کے ساتھ لکھا ہے آیئے اسی نعت مبارک کے دو اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

معشوقه د سبحان یا نبی له تا قربان☆شوه رنړا په تا جهان یا نبی له تا قربان

یا نبی ﷺ آپ اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ ہیں آپ پر فدا ہو جاؤں، یا نبی ﷺ آپ پر قربان ہو جاؤں آپ کی وجہ سے کائنات کو روشنی مل گئی۔

اسی گلزار مدینہ کے صفحہ ۳۹ اور ۴۰ پر ''یا محمد الصلوٰۃ والسلام'' نعت شریف کے تین اشعار ملاحظہ ہوں۔

والضحیٰ رخسار لرے ماه تمام☆یا محمد الصلوٰة والسلام

کړو له شوقه هر ملائك دا کلام☆یا محمد الصلوٰة والسلام

ستا ادب تعظیم د پاره بر قیام☆یا محمد الصلوٰة والسلام

والضحیٰ چہرے والے اے چودھویں کے چاند، یا محمد الصلوٰۃ والسلام۔ تمام ملائکہ ذوق وشوق سے یا محمد الصلوٰۃ والسلام کی صدائیں بلند کئے ہوئے ہیں۔ آپ کی تعظیم کی خاطر قیام میں کھڑے ہوئے ہیں یا محمد الصلوٰۃ والسلام۔

روضۃ الحبیب ص ۲۵ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک حضور ﷺ سے فریاد عرض کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بر تو صلوٰة والسلام اے اشرف و اکرم نبی☆بر تو صلوٰة والسلام اے اشفق و ارحم نبی

بر تو صلوٰة والسلام اے صدر و بدر عالمین☆بر تو صلوٰة والسلام اے رحمة اللعلمین

گلزارمدینہ ص ۳۲ پر نبی کریم ﷺ کو پکارتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

تانه مِ قربان شه مور او پلار محمد مصطفی☆ائے د دوارو کونو پاك سردار محمد مصطفی

محمد مصطفی ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اے طیب وطاہر محمد مصطفی ﷺ آپ دونوں جہانوں کے سردار ہیں۔

دیوان مداح صفحہ ۸۱ پر ''یا محمد'' سے خطاب کرتے ہوئے باباجی مبارک کچھ اس انداز میں اپنے عشق کا اظہار فرماتے ہیں۔

زه لتا نه شم قربان یا محمد☆په هزار زلی هر شان یا محمد

یا محمد ﷺ میں ہزار بار اور ہر بار ایک نئے شان سے آپ پر قربان جاؤں یا محمد ﷺ۔

دیوان مداح صفحہ ۷۱ پر ''یا محمد'' سے خطاب کرتے ہوئے باباجی مبارک کچھ اس انداز میں اپنے عشق کا اظہار فرماتے ہیں۔

شه نصیب دِ احترام یا محمد☆وسیله دِ شه مقام یا محمد

زه لتا نه شم قربان یا محمد ☆په هزار زلی هر شان یا محمد

د عزت ثانی دِ نشته په هیس لوری☆بحر و بر دی غلامان یا محمد

عزت وتعظیم آپ کو نصیب ہوا اے محمد ﷺ، وسیلے کا مقام آپ کا ہو یا محمد ﷺ۔ اے محمد ﷺ آپ پر فدا ہو جاؤں ہزار بار ہر بار ایک الگ شان سے قربان جاؤں اے محمد ﷺ۔ پورے جہاں میں کہیں بھی آپ کا کوئی ثانی ہی نہیں، یا محمد ﷺ بحر وبر سب آپ کے غلام ہیں۔

دیوان مداح صفحہ ۱۸۷ پر ''یا نبی محترم، نعت شریف'' میں خطاب کرتے ہوئے باباجی مبارک کچھ اس انداز میں عرض گزار ہوتے ہیں۔

بر په عرش بریں ستا د عزت علم ☆یا نبی محترم یا نبی محترم

عرش بریں کے اوپر تمہارے شان وعزت کا علم بلند ہے اے نبی محترم ﷺ اے نبی محترم ﷺ۔

باباجی مبارک حضور ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے دیوانِ مداح ص ۴۶ پر نعت ''الغیاث'' میں عرض کرتے ہیں۔

د نیاز کچکول په لاس ولاړیم تا ته☆راکړه خیر د رب د پاره الغیاث

بھیک مانگنے کیلئے آپ کے سامنے کھڑا ہوں اللہ کیلئے مجھے خیرات دیجئے میری مدد فرمایئے۔

اپنے پیرومرشد سے مدد طلب کرنا

باباجی مبارک اپنے پیرومرشد کربوغہ باباجی مبارک سے کچھ اس انداز میں مدد طلب فرماتے ہیں۔ گلدستہ مدینہ منورہ ص ۴۰، ۴۱ ''کربوغے شریفے صاحب مبارک المدد'' سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اے چه په مسند د شریعت په عزت ناست ئے ☆ ائے د عوارانو بے کسانو په حق راست ئے

صاحبا والله غریب یم لطفِ تو با من سزد ☆اے د کربوغے شریفے صاحب مبارك المدد

اے چه زیبا تاج د ولایت دِ پسر خوند کوی☆ اے چه په زخمی جگر ستا خاورے کدر خوند کوی

بهرِ رب صاحب اگر بر زخم من مرهم نهد ☆اے د کربوغے شریفے صاحب مبارك المدد

صلوٰۃ والسلام

کون ہوگا جو امام مجدد اعلیٰ حضرت کے سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' سے ناواقف ہوگا! دنیا کے کونے کونے میں عاشقوں کی زبانوں پر یہ سلام جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

آیئے ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے چند اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام☆شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدار حرم☆نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں☆اس سَرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا☆اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی☆ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا☆اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں☆اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود☆اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

باباجی مبارک نے بھی بارگاہِ رسالت میں مختلف انداز سے صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ باباجی مبارک کے کلام سے صلوٰۃ وسلام کے چند اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

گلزارِ مدینہ صفحہ ۴۵ نعت ''صلوٰۃ بر محمد'' سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

برھانِ ما محمد، قرآنِ ما محمد، ایمانِ ما محمد صلوٰۃ بر محمد

درمانِ ما محمد ، جانانِ ما محمد ، سلطانِ ما محمد صلوٰۃ بر محمد

کانِ سخا محمد ، شاہِ وفا محمد ، بحرِ صفا محمد صلوٰۃ بر محمد

گلدستہ مدینہ منورص ۳۶ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے سلام عرض کرر ہے ہیں۔

یا نبی سلام علیکم یارسول سلام علیکم

یاحبیب سلام علیکم صلوٰۃ اللہ علیکم

رحمۃ للعالمین ئے شمع بزم مرسلین ئے

مھبط روح الامین ئے صلوٰۃ اللہ علیکم

''لاحولہ ولاقوۃ الاباللہ'' کے ص ۱۲ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف کا نذرانہ پیش کرر ہے ہیں۔

افسوس چہ بیا راغلو لتا علیك صلی اللہ☆ روحی فدا روحی فدا علیك صلی اللہ

افسوس کہ مدینہ منورہ سے واپس آئے روحی فدا روحی فدا علیک صلی اللہ

''روحی فدا'' کے ص ۶ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف کا نذرانہ پیش کرر ہے ہیں۔

شفا د خوگو زړونو ، دوا د خوگو زړونو☆د خپل رب له احسانه صل علیٰ محمد

زخمی دلوں کی شفا، بیمار دلوں کی دوا اپنے رب طرف سے احسان صل علیٰ محمد

''روحی فدا'' کے ص ۱۲ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف کا نذرانہ پیش کرر ہے ہیں۔

دواړه جهانه به لوګے کرم ستا د در په خاورو☆ دا مِ مذھب دا مِ ایمان علیك صلی اللہ

دونوں جہاں آپ کے درِ اقدس کے خاک پر فدا کرلوں، یہی میرا دین وایمان ہے علیک صلی اللہ۔

''روحی فدا'' کے ص ۳۸ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف کا نذرانہ پیش کرر ہے ہیں۔

اشرف المرسلین ئے سردار بھترین ئے ☆سردارہ عالیشانہ علیك صلی اللہ

گلزار مدینہ منورص ۱۷ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف پیش کرر ہے ہیں۔

د زړه په مینه وایه صل علیٰ محمد☆دا دے امر له خدایه صل علیٰ محمد

دل کی گہرائیوں سے پڑتے رہو صل علیٰ محمد، صل علیٰ محمد یہ امر اللہ عزوجل کی طرف سے

دیوانِ مداح ص ۱۵۴ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے سلام عرض کرر ہے ہیں۔

اے دلدار او دلربا سلام علیك ☆کل خوبانو کے زیبا سلام علیك

اے دلدار اور دلربا سلام علیک، کائنات کے تمام حسینوں سے زیادہ خوبصورت سلام علیک

دیوانِ مداح ص ۱۷ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے صلوٰۃ وسلام عرض کرر ہے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام یا محمد☆ وسیلہ وِشہ مقام یا محمد

الصلوٰۃ والسلام یا محمد، مقام وسیلہ آپ کو عطا ہو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دیوانِ مداح ص ۱۸۱ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے سلام عرض کرر ہے ہیں۔

محمد حبیبِ خدا السلام ☆ نبی مصطفیٰ مجتبیٰ السلام

باباجی مبارک بہار مدینہ ص ۵۱ پر درود شریف ''صل علیٰ محمد'' کچھ اس انداز میں پیش کرتے ہیں

شمس الضحیٰ او بدر الدجیٰ دے ☆نور الھدیٰ او صدر العلیٰ دے

اشرف و خیر لوریٰ محمد فقلت صل علی محمد

بحر کرم دے نبی کریم ☆ نور ظلم دے دریتیم

معدن د لطف و صفا محمد فقلت صل علی محمد

باباجی مبارک بہار مدینہ ص ۵۳ پر سلام کچھ اس انداز میں پیش کرتے ہیں

السلام علیك یا بدر تمام☆السلام علیك یا نور ظلام

السلام علیك مصباح ظلم☆السلام علیك شافع الامم

باباجی مبارک بہار مدینہ ص ۵۴، ۵۵ پر سلام کچھ اس انداز میں پیش کرتے ہیں

السلام علیك اے دل را دوا ☆السلام علیك اے جان را شفا

السلام علیك اے سالار کل☆السلام علیك اے مختار کل

السلام علیك اے صاحب وفا☆السلام علیك اے صاحب صفا

السلام علیك اے شیرین کلام☆السلام السلام السلام

من الرب الرحیم ص ۸۸ پر باباجی مبارک اس انداز سے صلوٰۃ والسلام پیش کرتے ہیں

مقدس کے مرسلان ، تا پسے شو مقتدیان☆د جملہ عالم مختارہ الصلوٰۃ والسلام

عرش نور هم شو محترم ، په شرف ستا د قدم☆ هزار وارہ هزار وارہ الصلاۃ والسلام

بیت المقدس میں سارے انبیاء آپ کے مقتدی بن گئے اے تمام کائنات کے مختار الصلوٰۃ والسلام آپ کے قدم مبارک سے عرش اور بھی محترم ہوگیا، ہزار بار ہزار بار الصلاۃ والسلام

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کا ''کروڑوں درود و سلام'' اور باباجی مبارک کا فارسی کلام ''بر تو صلوٰۃ والسلام اے'' میں کافی مناسبت اور اشتراک پایا جاتا ہے آیئے چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان میں کتنی ہم آہنگی موجود ہے۔

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود☆طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۵ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر تو صلوٰۃ والسلام اے روئے تو شمس الضحیٰ ☆ بر تو صلوٰۃ والسلام اے ذات تو نور الہدیٰ

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

شافع روزِ جزا تم پہ کروڑوں درود☆دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

روضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر تو صلوٰۃ والسلام اے شافع یوم الحساب ☆ بر تو صلوٰۃ والسلام اے محترم عالی مقام

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

گر چہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور☆بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود

روضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بس رحم کن بس رحم کن اے رحمۃ اللعٰلمین ☆ اے مخزن اسرار کن اے سرور کل عالمین

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود☆تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود

روضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے نور رب العٰلمین ☆ بر صلوٰۃ والسلام اے عذر خواہ مذنبین

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

نوبت در ہیں فلک خادمِ در ہیں ملک☆تم ہو جہاں بادشاہ تم پہ کروڑوں درود

روضۃ الحبیب ص ۲۵ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے اشرف کل مرسلین ☆ بر صلوٰۃ والسلام اے سرور کل عالمین

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

طارم اعلیٰ کا عرش جس کفِ پا کا ہے فرش☆آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

روضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے برتر از عرش بریں ☆ بر صلوٰۃ والسلام محبوب رب العٰلمین

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی بساط☆المدد اے رہنما تم پہ کروڑوں درود

روضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

ارحم حبیبنا بر من بے چارہ و خوار و حزیں ☆ ارحم حبیبنا بر منِ خستہ فقیر اندوہ گین

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رُسل کے امام☆نوشہِ ملکِ خدا تم پہ کروڑوں درود

روضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے مقتدائے مرسلاں ☆ بر صلوٰۃ والسلام اے پیشوائے انس و جان

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

تم ہو جواد کریم تم ہو رؤف و رحیم☆بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

باباجی مبارک بھی حضور ﷺ کو اپنا آسرا سمجھتے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے بے چارۂ بے چارگان ☆ بر صلوٰۃ والسلام اے مونس غمخوارگان

آپ ﷺ ہی مرے مقصود ہیں

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اور باباجی مبارک کے نزدیک عشق ومحبت کا محور حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ تھی اسی ذاتِ پاک پر ایمان کامل رکھتے تھے اس کا اظہار کئی اشعار میں کر چکے ہیں آیئے چند مشترک اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے☆اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کا☆پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

اسی مناسبت سے بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۲۶ پر فرماتے ہیں۔

ستا د مخ په تماشه کے دے دلبره☆ستا په مخ ګو زیات له حج عمرے ثواب

په طواف کے د کعبے مِ مراد ته ئے☆مطوف یم په معنی کے ستا د باب

اے محبوب ﷺ آپ کے چہرہ مبارک کے دیدار کا ثواب حج اور عمرے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کعبے کے گرد طواف سے مجھے آپ ہی مقصود ہیں، کعبے کے طواف کا اصل یہ ہے کہ یہ آپ کی اطاعت ہے۔

بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۵۴ پر فرماتے ہیں۔

زره اور روح مِ قبله نه پیجنی بله☆دے کعبه او حرم ستا د مخ مصباح

میرا دل اور روح کسی اور قبلے کو نہیں جانتا، کعبہ و حرم تو وہ چراغ ہے جو آپ کے چہرہ انور سے منور ہے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو☆کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۲۳۵ پر فرماتے ہیں۔

مراد مِ ته مقصود مِ ته ئے په عالم کے☆خدائے ګواه لرم په دے خبره تاته

اس عالم میں آپ ہی میرے مقصود ہیں اس بات پر اللہ عزوجل میرے گواہ ہے۔

شفاعت

شفاعت کے متعلق بھی بابا جی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ مشترک ہے۔ حدائق بخشش اور بابا جی مبارک کے کلام میں شفاعت کے متعلق کافی اشعار موجود ہیں آیئے چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

بابا جی مبارک حضور ﷺ کی شفاعت کے بارے میں "دیوانِ مداح" کے صفحہ نمبر ۳ پر فرماتے ہیں۔

مرسلان ټول په نفسی نفسی ګویا دی☆د امت په طلب سر دے مصطفیٰ

سارے انبیاء نفسی نفسی کی صدائیں بلند کئے ہوئے ہیں اور مصطفیٰ ﷺ اپنی امت کیلئے مغفرت طلب فرما رہے ہیں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۲۳۵ پر فرماتے ہیں۔

بلادوگے بحشر جب گنہگاراں شفاعت کو☆کریں اس بے نوا کو بھی اشارہ یارسول اللہ

دیوانِ مداح صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں۔

ته په هغه ورز شفیع المذنبین ئے☆چه نبیان به کړی نفسی نفسی صدا

جب سارے انبیاء کرام نفسی نفسی کی صدائیں دیں گے اسی روز آپ شفیع المذنبین ہونگے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۳۶ پر فرماتے ہیں۔

د محشر په ورز شفیع المذنبین ئے☆سراسر مهربانی پاك حضرت

حضرت پاک ﷺ آپ روز محشر کیلئے شفیع المذنبین آپ کی ذات مبارک امت کیلئے بے حد مہربان ہے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۳۸ پر فرماتے ہیں۔

واړه نبیان به په محشر نفسی نفسی کړی صدا☆کار شفاعت به د امت وی په محشر د حضرت

روز محشر سارے انبیاء نفسی نفسی کی صدائیں دیں گے، حضور ﷺ امت کی شفاعت میں لگے رہیں گے۔

بابا جی مبارک کے ان اشعار کی مناسبت سے حدائق بخشش صفحہ ۵ پر امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی☆مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی☆اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی☆سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

آپ سلطانِ آقا ہم بے نوا☆یاد ہم کو وقت نعمت کیجئے

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

سب نے محشر میں للکار دیا ہم کو☆اے بے کسوں کے آقا اب دہائی تیری ہے

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

خوار و بیمار خطاوار گنہ گار ہوں میں! رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر☆ مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

امام مجدد روزِ محشر کے دن بھی خود کو مطمئن سمجھتے ہیں کیونکہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا آسرا ہوگا اسی طرح بابا جی مبارک نے بھی اس روز محشر کو سرکار دوعالم ﷺ کے دیدار کی وجہ عید کا دن کہا ہے جیسا کہ ''دیوانِ مداح'' ص ۱۴۸ اور ''دیوانِ محمد آمین'' ۴۶ پر فرماتے ہیں۔

په ديدن دِ دَ محشر ورز دَ اختر شي☆ اے لانقه دَ يکتا دَ لولاك تاجه

اے یکتا تاج لولاک کے حقدار محشر کے دن بھی آپ کے دید سے عید کا سماں ہوگا۔

بابا جی مبارک نے روز محشر کو عید کہا کیوں کہ اس دن حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا تو امام مجدد اعلیٰ حضرت نے بھی دیدار مصطفیٰ ﷺ کی وجہ اسی دن کو عاشقوں کا عید کہا ہے جیسا کہ حدائق بخشش صفحہ ۷۸ پر فرماتے ہیں۔

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ☆ ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

اس سماں کو امام مجدد مبارک نے حدائقِ بخشش ص ۵۰ پر یوں بھی بیان کیا ہے۔

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا☆ لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

گلزار مدینہ ص ۴۶ پر بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

غم عصیاں سے کیا ڈر ہے اگر محشر بپا ہوگا☆ ہمارا شافعِ محشر محمد مصطفیٰ ہوگا

گلدستہ مدینہ منورہ صفحہ ۳ پر بابا جی مبارک بیان کرتے ہیں۔

بازو دَ شفاعت به کشاده کړي په محشر☆ گويا چه شي کل وارِه مرسلان په نصيرا

جب محشر کے دن سارے انبیاء مدد کیلئے پکار رہے ہوں گے اس وقت حضور ﷺ اپنے دامن شفاعت کو وسیع فرما دینگے۔

ديدن به دِ ته لطف که په ورزے دَ محشر☆ چه راشے په ميدان دَ شفاعت محمدا

(دیوان مداح ۱۶)

اے محمد ﷺ جب آپ روز محشر شفاعت کیلئے تشریف فرماؤ گے تو وہ دید کا سماں کتنا پر لطف ہوگا۔

ورفعنا لک ذکرک

بابا جی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک نے آپ ﷺ کے شانِ عالی شان اور ذکر کے بلندیوں کو کافی نعتوں میں بیان کیا ہے۔ آیئے ان میں سے چند مشترک اشعار کا انتخاب ملاحظہ کرتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

زہے عزت و اعتلائے محمد☆ کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ

بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۴ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

چه ئے عرش عظيم لاندِ تر قدم شو☆ هسے شان دے ذولعلے آقا زما

میرے آقا کریم کا وہ اعلیٰ رتبہ ہے کہ عرش عظیم بھی آپ کے زیر قدم ہے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے بیتاب جس کیلئے عرش عظیم☆ وہ اس رہرو لامکاں کی گلی ہے

بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۶۹ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

په قدم به ئے مکرم عرشِ عظيم شي☆ هسے دير کريم پيدا دے زما آقا

میرے آقا بڑے کریم بن کر پیدا ہوئے ہیں جس کے قدم مبارک کی برکت سے عرش عظیم کو عزت ملی۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۳۷ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

ستا دَ مخ له عرشه پورته☆ کلي هره يو شعله دَه

آپ کے چہرہ انور کی تجلیاں عرش سے بھی اوپر گزری ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

لا مکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے☆ ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی☆ دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

حدائق بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے☆ جانِ مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے
عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا☆ اور بھی منزلوں پرے پہلا ہی آستاں ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام ☆ کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

دیوانِ مداح ص ۵۲ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

هغه اوګوره چه عقل نه بیرون وی ☆ چه نصیب دِ کړلو کبریا معراج

اللہ عز جل نے آپ کو معراج سے نوازا، اس حقیقت کو تسلیم کرلو اگرچہ یہ مقام عقل سے ماورئی ہے۔

دیوانِ محمد آمین ص ۵ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

جبرائیل غونډِ نامدار ئے خدمتګار دے ☆ راشئ ټومره دے اعلیٰ زما آقا

میرے آقا ﷺ اتنے اعلیٰ اور عظیم شان کے مالک ہیں کہ جبرئیل جیسے عظمت والا بھی آپ کا خادم ہے۔

دیوانِ محمد آمین ص ۵ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

جبرائیل چه ئے خوشحاله په دربانئ دے ☆ هسے شانِ شاهانی دے مصطفی

مصطفیٰ ﷺ کو وہ بادشاہت ملی ہے کہ جبرئیل کو بھی آپ کے دربان ہونے پر فخر ہے۔

ترے درکا دربان ہے جبریلِ اعظم ☆ ترا مدح خواں ہر نبی وولی ہے

دیوانِ محمد آمین ص ۲۰ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

قدسیان دیر په ادب ولاړ صفونه ☆ ستا ډ پاره ډ اکرام شاهِ عرب

اے شاہِ عرب ﷺ آپ کے عزت واکرام کیلئے فرشتے ادب سے صفوں میں کھڑے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے اسے اس انداز میں فرمایا ہے

ہجومِ امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ ☆ ادب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غل غلے تھے

باباجی مبارک دیوانِ مداح ص ۶۶ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

چه ئے صفت شوے په والضحیٰ دے ☆ له عرش بر زی انوارِ محمد

آپ کی تعریف والضحیٰ سے بیان کی گئی ہے محمد ﷺ کے انوار عرش سے بھی کہیں اوپر گزرے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں ☆ خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

باباجی مبارک ''دیوانِ محمد آمین'' ص ۴۵ پر بیان کرتے ہیں۔

عرش بنِ هیچرے لوئی نه وے موندلے ☆ جلوه ګر که نه وے ستا ډ لولاک تاج

عرش کو کبھی یہ عظیم مقام نہ ملتا اگر اس پر صاحب لولاک ﷺ جلوہ گر نہ ہوتے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

عرش وکرسی کی تھیں آئینہ بندیاں ☆ سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی ﷺ

باباجی مبارک ''دیوانِ محمد آمین'' ص ۱۸ پر بیان کرتے ہیں۔

چه ډ لا مکان په بام دِ قدم کیخود ☆ په هزار ناز و طرب ډ رب حبیب

جب لامکان پر قدم رکھ دیا ربِ حبیب ﷺ کے اس ناز کو اگر ہزار انداز سے بیان کیا جائے تو پھر بھی بیان سے باہر ہے۔

باباجی مبارک ''دیوانِ محمد آمین'' ص ۱۰ پر بیان کرتے ہیں۔

راز په طور وو ډ موسیٰ علیه السلام ☆ لا مکان ته رسائی دے مصطفی

موسیٰ علیہ السلام سے تو طور پر کلام فرمایا گیا لیکن میرے مصطفیٰ ﷺ کی رسائی تو لامکان تک ہے۔

باباجی مبارک ''دیوانِ محمد آمین'' ص ۳۲ پر بیان کرتے ہیں۔

ډ موسیٰ معراج په کوه طور وو ☆ وصال ستا لا مکانی پاك حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو تو کوہ طور پر کلام سے معراج کرائی گئی مگر حضرت پاک ﷺ کو لامکان میں وصل نصیب ہوا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے اسے ان الفاظ میں سمیٹنا چاہا۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی ☆ کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

دیوانِ مداح ص ۶۵ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

پاس په تحت باندے ډ قاب و قوسین ناسته ☆ وصل شوے له اکبر دے محمد

محمد ﷺ کو لامکاں کے تحت پر قاب وقوسین کا قرب ملا اور دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔

دیوانِ مداح ص ۲۲ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

مرسلان دِ عالیشان ته نه رسیګی ☆ هسے شانِ مقرب ډ رب حبیب

رسولِ رب العالمین ﷺ اللہ عزوجل کے اتنے قریب ہیں کہ انبیاء ومرسلین آپ کے اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت ان الفاظ میں گویا ہوئے۔

ملکِ کونین میں انبیاء کے تاجدار☆ تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

باباجی مبارک اور امام مجدد مبارک کے اشعار میں اپنے لئے "سگ" کا استعمال

باباجی مبارک کے عشق کے اس انداز کو بھی ملاحظہ فرمایئے۔

کہ مِ نہ گنڑے غلام د غلامانو☆ رب د پارہ پہ سپی توب مِ د در نیسہ

دیوانِ مداح ص ۱۱۷

اگر میں اس قابل نہیں کہ آپ مجھے اپنے غلاموں کا غلام خیال کریں تو اللہ کیلئے مجھے اپنے در پہ کتا رکھ لیجئے۔

چہ د در سپو تہ دِ کم گوری دلبرہ ☆خدائے مِ مہ کڑہ ھسے شان بے ادبا

دیوانِ مداح ص ۳

اللہ مجھے ایسا بے ادب ہرگز نہ بنائے کہ اے محبوب ﷺ میں آپ کے در کے کتوں پر بری نگاہ ڈالوں۔

کہ سپو کے ئے حساب محمد آمین شی☆ہے منزل بہ شی رسا د مراد سند

دیوانِ مداح ص ۷۹

اگر محمد آمین کو حضور ﷺ کے در کے کتوں میں بھی شمار کیا جائے تو یہی میری منزل اور جائے مراد ہے۔

کہ دِ خیل کے د سپو حساب شی ☆زیات بہ ئے لہ دے نہ کوم یو خطاب شی

گلزارِ مدینہ منورہ ص ۵۸

اس سے اور بہتر کونسا خطاب ہوگا کہ مجھے آپ کے در کے کتوں میں شمار کیا جائے۔

چہ د یار د در د سپو پہ شمار کے راشم☆ ماکم بختہ خدایہ دومرہ بختور کڑہ

دیوانِ مدائح ص ۱۰۵

یا اللہ عزوجل مجھ بدنصیب کو اتنی خوش بختی نصیب فرما کہ حضور ﷺ کے در کے کتوں میں میرا شمار ہو جائے۔

بہارِ مدینہ صفحہ ۶ پر باباجی فرماتے ہیں۔

ستا د کوسے سپی کہ پہ ما شی میلمانہ حبیبہ☆د زڑہ پہ غوخہ بہ ئے او پالم درانہ حبیبہ

اگر آپ کے گلی کے کتے میرے مہمان بن جائیں تو ان کی تواضع کیلئے میں اپنے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پیش کروں۔

یہی رنگ امام مجدد اعلیٰ حضرت کے اس شعر میں بھی نمایاں ہے۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا☆ تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں☆ کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسان عرب

نور کا بیان

باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کا عقیدہ نورِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق مشترک تھا۔ باباجی مبارک نے نورانیت مصطفیٰ ﷺ پر کئی نعتیں لکھی ہیں۔ آیئے امام مجدد اعلیٰ حضرت اور باباجی مبارک کے نعتوں سے نورِ مصطفیٰ ﷺ کے اثبات پر چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

صد ہزارہ خورشیدہ بہ شی ورک د یو ذرے پشان☆ستا د مخ انوار کہ شی عیای محمد مصطفی

(گلزارِ مدینہ ص ۶۴)

اے محمد مصطفیٰ ﷺ اگر آپ کے چہرہ مبارک کے انوار عیاں ہو جائیں تو صد ہزار سورج بھی ایک ذرے کی مانند مستور رہ جائیں۔

اسی مناسبت سے امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کا فرمان بھی کچھ اس انداز سے ہے۔

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر☆ بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

باباجی مبارک کے چند منتخب اشعار ملاحظہ فرمایئے جن میں نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا بیان موجود ہے۔

اشرف الانبیاء محمد مصطفیٰ مدنی ☆ جملہ نور و ضیا محمد مصطفیٰ مدنی

(گلزارِ مدینہ ص ۶۱)

محمد مصطفیٰ ﷺ اشرف الانبیاء اور جملہ انوار محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی وجہ سے روشن ہیں۔

د نورِ الٰہی نہ نور ستا دے پیدا ☆ثہ بے حدہ خدائے تہ قریب اے سردارہ

(گلدستہ مدینہ منورہ ص ۳)

نور الٰہی سے آپ کا پیدا ہوا اے سردار ﷺ آپ اللہ کے کتنے قریب ہیں اس کا کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔

شغلو د والضحیٰ مخ ستا روحان کڑو کل جہان ☆بیشکہ چہ ستا نور دے من النورِ خدا

(گلدستہ مدینہ منورہ ص ۹)

والضحیٰ چہرے کی کرنوں سے سارا جہاں چمک اٹھا بیشک آپ کا نور خدا کے نور سے ہیں۔

محبوبِ کبریا ہو کل نو راور ضیا ، ہو☆نورِ خدا کا مظہر یا مصطفی نبی جی

(گلدستہ مدینہ منورہ ص ۱۶)

د چا د نورہ چہ پیدا دے دا جملہ کون مکان ☆د ھغے مرتضیٰ شمس الضحیٰ نن شپہ کے محفل دے

(گلدستہ مدینہ منورہ ص ۳۹)

جس کے نور سے تمام کائنات کی تخلیق ہوئی ہے یہ اس مرتضیٰ شمس الضحیٰ کی محفل سجی ہوئی ہے۔

پیدا شوے نورانی دے مصطفی ☆چہ محبوبِ سبحانی دے مصطفی

(دیوانِ مداح، ۸)

مصطفی ﷺ نور بن کر پیدا ہوئے ہیں، مصطفی ﷺ محبوب سبحانی ہیں۔

د دہ لہ نورہ نہ پیدا کرہ مولا کان و مکان ☆د جملگی عالم منشا دے محمد مصطفی

اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کے نور سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا، اور جملہ کائنات کا مقصود ذاتِ محمد مصطفی ﷺ ہے۔

(دیوانِ مداح، ۱۵)

دیوانِ مداح صفحہ ۵۴ پر بابا جی فرماتے ہیں۔

د مولا د نور نہ ستا نور دے پیدا شوے ☆اے د دوو کونو سرور د جہاي روح

اے روح کائنات ﷺ اور دونوں جہاں کے سردار ﷺ آپ کے نور کو اللہ عزوجل نے اپنے نور کی طاقت سے تخلیق کیا ہے۔

ستا د نور نہ پیدا لوح و قلم دی ☆تہ د کل عالم مصدر د جہاي روح

آپ تمام کائنات کے مرکز اور سارے جہاں کے روح ہیں آپ ہی کے نور سے لوح و قلم کو تخلیق کیا گیا۔

دیوانِ مداح صفحہ ۸۵ پر بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

پاک وجود دِ دے پیدا د رب لہ نورہ ☆نور موندونکے دے لہ دہ شمس و قمر

آپ کے پاک وجود کو اللہ عزوجل نے اپنے نور (نور کے طاقت سے) تخلیق کیا، شمس وقمر نے آپ ہی کے نور سے ضیا پائی ہے۔

گلزارِ مدینہ صفحہ ۱۴ پر بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

ستا پہ خاطر ہاندے پیدا شو دوارہ کون و مکان ☆ستا پہ جمال ہاندِ رنڑا شولہ تیارہ د جہان

آپ کی خاطر کون ومکاں پیدا کیئے گئے، آپ کے جمال سے سارا کائنات روشن ہوا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا۔

پرنور ہے تجھ سے بزمِ عالم☆اے شمع جمالِ مصطفائی

بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

نہ دا شمس او نہ قمر وو پہ آسمان کے ☆نہ موندلے عرش لوئی وہ پہ خپل زان کے

نہ حوران اور نہ غلمان باغ د رضوان کے ☆نور ھالہ د محمد وو پہ جہان کے

چہ نوم نہ وو د آدم او د حوا

(دیوانِ مداح، ۱۸)

نہ آسمان پر سورج تھا اور نہ چاند، اور نہ عرش کو عظمت کا مقام ملا تھا، نہ جنت میں حوریں تھیں اور نہ غلمان تھے، نہ آدم وحوا کا کوئی نام تھا تب محمد ﷺ کا ہی نور اس کائنات میں جلوہ گر تھا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا تھا۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار☆وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

حدائق بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے انہیں کے نور سے سب عیاں ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابشِ مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں
وہی نورِ حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

حدائق بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

یہی ہے اصلِ عالم مادہ ایجاد خلقت کا☆یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

حدائق بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فرد امکاں میں☆کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی

میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضور ﷺ کی مدح ونعت کا حق کوئی ادا نہیں کر سکتا یہ بھی امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اور عاشقِ صادق

بابا جی مبارک کا مشترکہ عقیدہ تھا آیئے اسی مناسبت سے چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

رفعتِ ذکر ہے ترا حصہ دونوں عالم میں ہے چرچا تیرا

مرغِ فردوس پس از حمدِ خدا تیری ہی مدح وثنا کرتے ہیں

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اے رضا خود صاحبِ قرآن ہے مداحِ حضور تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۷۵ پر اسی مناسبت سے لکھتے ہیں۔

پہ ناقص شعر بہ زہ سہ بیان اوکرم☆دے بیان د خدائے قرآن ستا د جمال

آپ کے حسن وجمال کو تو قرآن پاک نے بیان کیا ہے، تو پھر میں کیسے اپنے ان ناقص اشعار سے حضور ﷺ کی مدح بیان کر سکتا ہوں۔

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے کلامِ الٰہی میں شمس والضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم☆قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا☆کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر وکلام وبقا کی قسم

بابا جی مبارک دیوانِ محمد آمین ص ۲۵ پر فرماتے ہیں

قرآن ټول په ده نازل د ده صفت دے☆ته عجب عزت لرې عالي نسب

سارا قرآن آپ ﷺ پر آپ کی تعریف میں نازل ہوا ہے، آپ ﷺ عزت والے اعلیٰ نسب سے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری☆حیراں ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تجھے

گلزارِ مدینہ ص ۳۵ پر بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

ستا په جمال کے په والله خکاري جمال ده مولا☆زه د جمال د مولیٰ ثه اوکړم تعبیر یا نبي

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی☆چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

حیث گویا په ادا نه کړی ستا تعریف☆خدائے څپله ستا تعریف چه کړو ادا

جب اللہ عزوجل نے خود آپ کی مدح فرمائی ہے تو پھر کوئی اور آپ کی تعریف کا حق ادا ہی نہیں کر سکتا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں☆اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا☆خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

آقا

بابا جی مبارک نے کئی نعتوں میں حضور ﷺ کو ''آقا'' کہا ہے امام مجدد اعلیٰ حضرت نے بھی کئی نعتوں میں حضور ﷺ کو آقا کہا ہے۔ بابا جی مبارک کے کئی نعتیں ایسی ہیں جس میں بار بار حضور ﷺ کو آقا پکارا گیا ہے۔ آیئے اسی مناسبت کئی منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

غم ہوگئے بے شمار آقا بندہ تیرے نثار آقا

مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا تم سا نہیں غم گسار آقا

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے میرا ہے وہ نامدار آقا

کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں دنیا کے ہے تاجدار آقا

ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائے ایسے ایسے ہزار آقا

اب دیوانِ مداح ص ۴ پر بابا جی مبارک کی نعت شریف سے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

انجمن د مرسلانوي کے دے شمعه☆هسے شان دے پر ضیا آقا زما

خپل مولا سره ئے لیدل په حقه اوشو☆په وصف دے یکتا آقا زما

زه محمد آمین دربار په جود نازیګم☆هم شفیع الوریٰ دے آقا زما

میرے آقا کی شان نورانی ہے آپ شمع بزم رسالت ہیں۔ اللہ عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوئے اس وصف میں میرے آقا یکتا ہے۔ مجھ محمد آمین کو آپ کے درِ سخاوت پر ناز ہے، میرے آقا شفیع الوریٰ ہیں۔

گلزار مدینہ ص ۳۷ پر بابا جی مبارک فرماتے ہیں

هغه یکتا محمد مصطفی دے ☆زما آقا محمد مصطفی دے

د زړه دوا محمد مصطفی دے ☆زما آقا محمد مصطفی دے

طبیب زما محمد مصطفی دے ☆زما آقا محمد مصطفی دے

میرے آقا مصطفیٰ ﷺ ہیں، جو یکتا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ میرے آقا مصطفیٰ ﷺ ہیں، دل کی دوا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ میرے آقا مصطفیٰ ﷺ ہیں، میرے طبیب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں

کروں تیرے نام پہ جان فدا

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کا عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں مستی اور وارفتگی ان کے تصانیف اور نعتیہ کلام میں نمایاں ہے۔ آپ نے نامِ مصطفیٰ پر فدا ہوجانے کی آرزو اپنے کلام میں کئی جگہ بیان کی ہے۔ باباجی مبارک کے کلام میں بھی یہ وصف واضح نظر آرہا ہے۔ باباجی مبارک نے اپنے کئی نعتوں میں اس کا برملا اظہار کیا ہے۔ بلکہ اس عقیدت کے اظہار میں کئی نعتیں لکھی ہیں، باباجی مبارک نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی تحریر فرمائی جس کا نام "روحی فدا" رکھا۔ آیئے باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کے کلام سے چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں کہ ان میں کتنی یگانت اور مناسبت پائی جاتی ہے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

باباجی مبارک اسی آرزو کو مداح دیوان صفحہ ۱۶ پر یوں بیان کرتے ہیں۔

دواړه کونه ستا د یو ویښته دلبره ☆هزار شان شه په هزار زله فدا

یہ دونوں جہاں ہزار بار آپ کے ایک موئے مبارک پر وار دوں۔

باباجی مبارک اسی آرزو کو مدائح دیوان صفحہ ۲۷ پر یوں اپنا مدعا پیش کر رہے ہیں۔

روح اور زړه م ستا له هر ویښته قربان دي ☆نور څه نه لرم قربان ته کړم محبوب

اے محبوب ﷺ آپ کے ہر موئے مبارک پر اپنی روح اور دل کو فدا کرلوں اور کچھ بھی نہیں میرے پاس نہیں جسے میں محبوب ﷺ پر قربان کرنے کیلئے پیش کروں۔

حدائق بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری

ملک وجن وبشر حور وپری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

دیوانِ مداح صفحہ ۸ پر باباجی مبارک اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

د عام خوبان ترے کل واړه زاریګی ☆هسے شانِ خوبانی دے مصطفی

میرے مصطفیٰ ﷺ اتنے حسین ہیں کہ کائنات کے تمام حسن والے آپ پر قربان ہونے کیلئے تیار ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت کا ایک اور انداز بھی ملاحظہ فرمایئے۔

جان ودل تیرے قدم پر وارے ☆کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے

دیوانِ مداح صفحہ ۲۳ پر باباجی فرماتے ہیں۔

نه پوهیګم چه په څه شان در قربان شم ☆چه شي حق د محبت ادا محبوب

میں حیران ہوں کہ کس شان سے حضور ﷺ پر قربان ہوجاؤں تاکہ محبوب ﷺ کی محبت کا حق ادا ہوجائے۔

باباجی مبارک اسی آرزو کو مداحِ دیوان صفحہ ۱۱ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

که په هر ویښته م زر روحه پیدا شي ☆قرباني به کړم ضرور په مینه ستا

اگر مجھے میرے بالوں برابر ہزار بار زندگی مل جائے تو اسے ہر بار آپ کی محبت میں پھونک دوں۔

باباجی مبارک اسی آرزو کو مداحِ دیوان صفحہ ۱۳ پر یوں بھی عرض کرتے ہیں۔

شه روح و تن م دواړه لتا یا محمد

فدا فدا فدا فدا فدا فدا

د یو ویښته له سره دِ شم زر زله قربان ☆لتا م دِ نه کړی مولا ستا په مخ روغان

جدا جدا جدا جدا جدا جدا

که زر زله په خاورو ستا د در شمه قربان ☆ستا حق د محبت به لا نه شي په هیس شان

ادا ادا ادا ادا ادا ادا

زر وارے م روح ستا د یو ویښته نه شه نثار ☆منظور کړه د محمد آمین سوال ستا په رخسار

خدا احمد احمد احمد احمد احمد

یا محمد ﷺ آپ پر میری روح اور جسم دونوں قربان ہوں قربان ہوں قربان ہوں قربان ہوں قربان

ہوں قربان ہوں قربان ہوں قربان ہوں۔ آپ کے ایک موئے مبارک پر ہزار بار قربان جاؤں اے اللہ مجھے حضور ﷺ کے چہرہ پرنور کی خاطر حضور ﷺ سے جدا نہ کرنا۔ اگر ہزار بار بھی آپ کے درِ مبارک کے خاک پر قربان ہو جاؤں تب بھی آپ کی محبت کا حق ادا نہیں کر سکوں گا۔ اے اللہ عزوجل حضور ﷺ کے چہرہ پرنور کے واسطے محمد آمین کی یہ فریاد منظور فرما کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک پر ہزار بار اپنے روح کو نثار کرلوں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۳۷ پر باباجی فرماتے ہیں۔

دل و جان به سپیلنی غونډ لوګے کوم☆ ډیار در کے زه ګدا ډ محبت

میں گدا اپنی روح و دل دونوں کو آپ کے در پر پھونک دوں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

الروح فداك فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا

مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

دیوانِ مداح صفحہ ۱۰۸ پر باباجی فرماتے ہیں۔

که په يو ويښته مِ کروړ روحه پیدا شي☆ زه به نے واړه کړم لتا قربان عزیز

اگر میرے ایک ایک بال پر کروڑوں زندگیاں مل جائیں ان سب کو آپ پر قربان کر جاؤں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۵۵ پر باباجی فرماتے ہیں۔

یو نظر ډ مرحمت غواړم خدارا☆ پریمے نګدے بے نوا روحي فداكَ

خدا کیلئے مجھ پر ایک بار نظر رحمت فرمائیے آپ پر میری روح قربان ہو مجھے بے نوا مت چھوڑیئے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۶۵ پر فارسی نعت میں باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

فقیرم بینوا روحي فداكَ ☆ محمد مصطفی روحي فداكَ

دیوانِ مداح صفحہ ۱۷۵ پر باباجی مبارک فارسی نعت میں فرماتے ہیں۔

دو عالم نثار و فدائے محمد چو جبریل بینم گدائے محمد

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم☆ اس خاک پہ قربان دلِ شیدا ہے ہمارا

باباجی اسی مناسبت سے دیوانِ مداح ص ۲۰۷ پر فرماتے ہیں۔

قرباني مِ ستا ډ در په خاك نصيب شه☆ هزار ځل ډ رب له لوره در قربان

آپ کے در خاک پر مجھے قربان ہونا نصیب ہو جائے، ہزار بار قربان جاؤں اگر رب العزت میری یہ مدعا پوری کرے۔

یہ جا چشم و سر کی ہے

باباجی مبارک کو مدینہ منورہ سے عشق تھا مدینہ منورہ سے عشق اور وارفتگی کے حالات اسی کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔ باباجی مبارک اسی عشق و وارفتگی کو اپنے نعتوں میں بھی بیان کیا ہے۔ باباجی مبارک نے امامِ عشق و محبت اعلیٰ حضرت مجدد الشاہ احمد رضا خان قادری قدس سرہ کے جذبات و عقیدت و مسلکِ عشق کی ترجمانی کی ہے جیسا کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا تھا۔

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ☆ او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو☆ یہ راہ جانفزا مرے مولیٰ کے در کی ہے

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک☆ حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سَر کی ہے

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے ایک اور جگہ یہ بھی فرمایا۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا☆ ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

باباجی مبارک نے بھی اس وارفتگی کو گلزارِ مدینہ میں صفحہ ۵۹ پر یوں بیان کیا ہے۔

زړګیه ستړګے لګوه ډ قدم لاره نه ده☆ حضرت پرے ایخي قدمونه دومره خواره نه ده

په دے کوڅو کے جبرائیل علیه السلام ګرځي ابله☆ له شوقه تللو روره ستا ډ خپو د پاره نه ده

چه ډ حرم په زمکه ګدے قدم او ستړګے نه ګدے☆ زړه دِ زخمي نه دے سینه دِ هم بیماره نه ده

یعنی! اے دل اس مقدس شہر میں آنکھوں کے بل چلنا، تمہارے قدم اس قابل نہیں کہ اس خاک مقدس پر پڑے کیونکہ اس مقدس زمین نے سرور دو عالم ﷺ کے قدموں کو چوما ہے۔ ان گلیوں میں جبرئیل امین بھی ننگے پاؤں چلتے ہوئے خوشی محسوس کرتے تمہارے قدم اس خاکِ اقدس کے قابل نہیں۔ حرم شریف کی زمین پر پاؤں رکھیں اور چشمِ سر نہ رکھیں تو سمجھو تیرا دل محبت کے زخم سے ناواقف ہے اور تیرے سینے میں عشق کی بیماری ہے ہی نہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

خم ہوگئی پشتِ فلک اس طعن زمیں سے ☆ سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

پہ رتبه کے له اوچت عرشه بالا دے ☆ دغه ستا مزین در ستا په قدم

آپ کا در اقدس رتبے میں عرش سے بھی بالا ہے کیونکہ آپ کے قدموں سے اس کو زینت ملی ہے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہ کونین ☆ معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

چه حضرت رسول الله پکے دفن دے ☆ معدن زکه د نورونو مدینه

حضور ﷺ یہاں آرام فرما ہیں اسی لئے مدینہ منورہ انوار و تجلیات کا مرکز و گہوارہ ہے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا ☆ سر وہ سر ہے جو ترے در پہ قربان گیا

سجدہ اور شریعت

بابا جی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کے نزدیک شریعت اس کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ ﷺ کو سجدہ کیا جائے۔

جیسا کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

نہ آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو ☆ مگر سدِ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اے شوق دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں ☆ اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

بابا جی مبارک دیوان، مداح صفحہ ۲۰۳ پر اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

که سجده دے په قدم بانديا روا وے ☆ پری به پروت وومه تر محشره قربان

اگر شریعت میں آپ کو سجدے کی اجازت ہوتی تو قربان جاؤں روزِ محشر تک سجدے میں پڑا رہتا۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مدح

غوثِ اعظم پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرتے ہوئے بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۴۵ پر لکھتے ہیں!

نامورہ د بغداد جیلانی غوث ☆ په حسب نسب شریف لا ثانی غوث

بغداد کے عظیم المرتبت غوثِ جیلانی، اے غوث آپ کا سلسلہ نسب بزرگی والا ہے جس کا کوئی ثانی نہیں

غوثیت دِ مبارک شه هزار زله ☆ مخه وربه در د رب نورانی غوث

ہزار بار آپ کو غوثیت کا مقام مبارک ہو، اے غوثِ نورانی آپ رب کریم ہاں اعلیٰ مقام پر ہیں

گنجینه د معرفت او حقیقت ☆ هم یادیگے محبوب سبحانی غوث

آپ گنجینہ معرفت اور حقیقت ہیں اے غوث آپ محبوب سبحانی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

د عزت نشان دِ پورته دے له عرشه ☆ رب درکړے عجیبه سلطانی غوث

اے غوث آپ کو اللہ عزوجل نے ایسی عجیب بادشاہت عطا فرمائی ہے کہ آپ کی بزرگی عرش سے بھی کہیں بالا ہے۔

بحر و بر دے کړه سیراب دریاب د فیض ☆ ته منبع ئے د کرم فیضانی غوث

اے غوث آپ کرم و عنایت کے مرکز ہیں آپ کے فیضان سے بحر و بر سیراب ہوئے۔

په فلك د ولایت شمس قمر ئے ☆ قاف تر قاف ستا جلوه رسانی غوث

آپ آسمانِ ولایت کے آفتاب و ماہتاب ہیں اے غوث ہر طرف آپ کے جلوؤں کی رسائی ہے۔

د سردار د مدینے د گلشن گل ئے ☆ زه لتا شوے هزار زل قربانی غوث

آپ گلشنِ سرکار مدینہ ﷺ کے پھول ہیں، اے غوث آپ پر ہزار بار قربان جاؤں۔

په خاطر د مصطفی نامور غوارم ☆ جام د وصل يمه ډير ارمانی غوث

اے غوث آپ سے مصطفیٰ ﷺ کی خاطر جامِ وصل مانگ رہا ہوں جس کی مجھے شدت سے طلب ہے۔

په محمد آمین نظر د رحمت وکړه ☆ چه کوي د حضرت نعت خوانی غوث

اے غوث محمد محمد آمین پر نظر رحمت کیجئے، کیونکہ میں حضرت مصطفیٰ ﷺ کا نعت خواں ہوں۔

عاشق صادق پیر کامل، محسن اہل سنت حضرت حاجی محمد آمینؒ

امت کی ہدایت کیلئے ہر زمانے میں غلامان مصطفیٰ ﷺ اپنی خدمات سرانجام دیتے چلے آئے ہیں حضور اکرم ﷺ کے عشق ومحبت سے معمور یہ پاک ہستیاں ظلمت کدے میں مینارہ نور ثابت ہوئے ہیں۔

انہی عظیم پاک ہستیوں میں فخر اہلسنت مجاہد اعظم فاتح کشمیر عاشق رسول حضرت پیر طریقت رہبر شریعت منبع فیوض والبرکات جناب حاجی محمد آمینؒ بھی ہیں۔

جنہوں نے اپنے قول وعمل، شعروشاعری سے پاکستان میں عموماً اور خیبر پختون خواہ میں خصوصاً عشق رسالت کی شمع کو لوگوں کے دلوں میں فروزاں کیا آج صوبہ خیبر پختونخواہ میں بہت سی خانقاہیں آپکے فیض سے منور ہیں اور ہر محفل میلاد آپکی بہترین شاعری سے مزین ہے۔

ملک وقوم کے خیرخواہ:

موجودہ زمانے میں بہت سے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ملک وقوم کے خیر خواہ ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکستان بنانے والے اور پاکستان سنوارنے والے ملک وملت کے محسن یہی عاشقان مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ انکے در سے مساوات، محبت، امن وآشتی کا پیغام نشر ہوتا ہے۔ اپنے متعلقین کو ایک اچھا اور مفید شہری بنانے والے یہی امن پسند لوگ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ پاکستان بنانے والے اور پاکستان بچانے والے بھی یہی ہیں۔

نبی ﷺ کا جو غلام ہے ☆ ہمارا وہ امام ہے

ہمارے دین کی صحیح خدمت اولیاء کاملین نے کی ہے تاریخ گواہ ہے کہ دین کی تبلیغ کا صحیح فریضہ ان عظیم ہستیوں نے سرانجام دیا لوگوں کے قلوب واذہان کو بدلا، اندر سے تبدیلی لائے جو کہ پائیدار ہوتی ہے۔

ہمارے اکابرین میں سے جس پر بھی نظر دوڑائیں وہ حضور پرنور ﷺ کے عاشق ہیں سیادت وقیادت ملتی ہی حضور سرور کونین ﷺ کے قدیم پاک سے ہے اسی لیے تو امام عشق ومحبت، قاطع شرک وبدعت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں۔

تیرے قدموں میں جو ہے غیر کا منہ کیا دیکھے ☆ کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کر تلوا تیرا

امام اہل سنت وامام عشق ومحبت:

امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان قادری بریلویؒ اور امام عشق ومحبت حضرت حاجی محمد آمین باباجیؒ کا ایک

ہی عقیدہ ومذہب ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پیروکار ہیں عشق وعظمت مصطفیٰ ﷺ کے علمبردار ہیں دونوں امامین کے درمیان قدر مشترک کیا ہے مختصر الفاظوں میں پیش خدمت ہے۔

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلویؒ	امام عشق ومحبت حضرت حاجی محمد امینؒ
سلسلہ عالیہ قادریہ مبارک میں پیر طریقت	سلسلہ عالیہ قادریہ میں پیر طریقت
نعت گو شاعر	نعت گو شاعر
برصغیر پاک وہند میں عظمت ومیلاد مصطفیٰ ﷺ کے داعی	خیبر پختون خواہ میں عظمت ومیلاد مصطفیٰ ﷺ کے داعی
عاشق صادق	عاشق کامل
پختون قبیلے سے تعلق	پختون قبیلے سے تعلق
محسن اہلسنت	محسن اہلسنت

عقائد بھی ایک ہیں:

صوبہ خیبر پختونخواہ میں حضرت امام عشق ومحبت حاجی محمد امینؒ کو اپنوں کے ساتھ ساتھ غیر بھی مانتے ہیں لیکن حیرت کا مقام ہے کہ حضرت حاجی محمد امینؒ کو ماننے والے کچھ کم فہم افراد امام اہل سنت کو ماننے سے انکار کردیتے ہیں حالانکہ عقیدہ دونوں ہستیوں کا ایک ہی ہے چند مثالیں اہل علم وفہم کیلئے پیش کررہا ہوں۔

امام اہل سنت	امام عشق ومحبت
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا	ذر گیا ستر گے لگوہ د قدم لارہ نہ دہ
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے	حضرت پہ اہنبے قدمونہ دومرہ خوارہ نہ دہ
بکار خویش حیرانم اغثنی یارسول اللہ	نصیب دے رب کرہ سر داری اغثنی یارسول اللہ
پریشانم پریشانم اغثنی یارسول اللہ	شولہ راپیخہ لاچاری اغثنی یا رسول اللہ
کاش محشر میں جب انکی آمد ہو اور	دمحبوب دیدن دپارہ زہ محشر تہ خوشحالیگم
بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام	چہ دلبر پہ کی لیدے شی دامحشر اخترزمادے

حضور ﷺ سے استمداد کا عقیدہ مدد مانگنے کا عقیدہ امام اہلسنت امام الشاہ احمد رضا خان قادری بریلویؒ کا بھی ہے اور امام عشق ومحبت حضرت حاجی محمد امینؒ رحمہ اللہ کا بھی ہے جو امام عشق ومحبت کو عاشق رسول اور صراط مستقیم پر مانتا ہے اُسے اپنی سوچ وفکر کی اصلاح کرنی چاہیئے

کہ جو عقیدہ امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا ہے وہی حضرت حاجی محمد امین علیہ الرحمہ کا بھی ہے. جو حاجی کو ٹھیک مانتا ہے اسے امام احمد رضا کو بھی برحق ماننا پڑیگا۔

انصاف یہ ہے کہ جو باتیں عشق مصطفیٰ ﷺ کی امام احمد رضا نے اردو زبان میں کہیں وہی عشق مصطفیٰ ﷺ کا پیغام حضرت حاجی محمد امین رحمہ اللہ نے پشتو زبان میں بیان کیا وجہ اشتراک یہ ہے کہ دونوں کا مقصود و مطلوب گنبد خضریٰ کے مکین ﷺ کی محبت کے نغمے امت کے کانوں تک پہنچائیں۔ گنبد خضری کا پیغام ایک ہی ہے صرف پیغام پہنچانے والے مختلف علاقوں کے مختلف زمانوں کے مختلف رنگ و نسل کے عاشقان ہوتے ہیں ہمیں ان عاشقوں کو پہچان کر ان سے وابستہ ہونا چاہیے اور جو ان عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے دشمن ہیں۔ انکی مخالفت کرتے ہیں ۔ انہیں بھی پہچاننا چاہیئے اس سے دور رہنا چاہئیے عاشقان مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہو کر عشق رسالت کی شمع کی لو مزید بڑھے گی اور گستاخ رسول، گستاخ اولیاء کے قریب جانے سے عشق رسالت کی شمع ماند پڑنا شروع ہو جائیگی اور انکی مستقل محبت سے دل میں لگی عشق مصطفیٰ ﷺ کی آگ بجھ سکتی ہے کیونکہ گستاخوں کے دلوں میں گستاخی کے جو طوفان برپا ہوتے ہیں اس سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو نقصان پہنچ سکتا ہے کیونکہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ

محبت صالح ترا صالح کند☆ محبت طالع ترا طالع کند

اللہ کریم ہمیں امام عشق و محبت امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اور امام عشق و محبت حضرت حاجی محمد امینؒ کے دامن سے وابستہ رہ کر عشق رسالت کی شمع کو مزید فروغ دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ملک عزیز میں عشق و محبت کا مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت جو کہ حقیقتاً مسلک حاجی محمد امین بھی ہے اُس کی ترقی و ترویج کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح و غلط، کھرے و کھوٹے کی تمیز کرنیکی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ ملک عزیز کو امن و استحکام عطا فرمائے اندرونی و بیرونی دشمنوں سے حفاظت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

زمیندار

روزنامہ

لاہور

اختر علی خان

پنجشنبہ ۴ جمادی الثانی

فخر کشمیر شیر سرحد حاجی محمد امین صاحب ... مجلس عمل ...
... ختم نبوت کی حفاظت کے لیے صوبہ سرحد کی طرف سے ہر قسم کی قربانی کا ...
فرما رہے ہیں۔
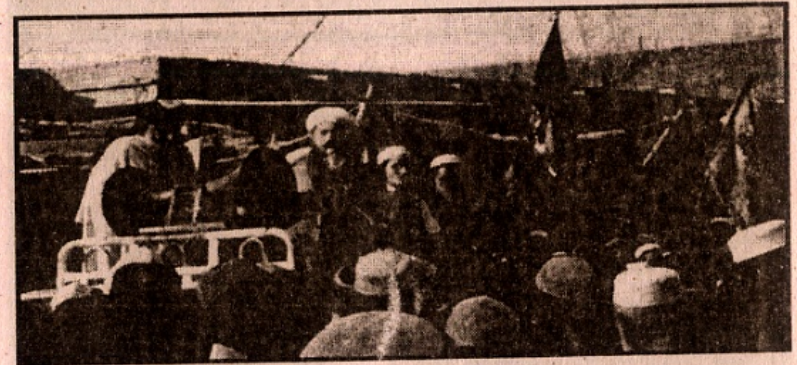
چارسدہ میں گستاخان رسول ﷺ کے خلاف عظیم الشان جلسے سے مرکزی جماعت اہل سنت
خیبر پختونخواہ کے صوبائی امیر علامہ ڈاکٹر محمد شفیق قادری امینی خطاب کرتے ہوئے

کراچی، محمد شفیق قادری امینی پاکستان سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری سے ملاقات کرتے ہوئے

کراچی، پاکستان سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری صاحبزادہ محمد شفیق قادری امینی کو اعزازی شیلڈ اور نعلین شریف کا تحفہ پیش کرتے ہوئے

مردان، پیر طفیل احمد جان زکوڑی شریف کے زیر صدارت اجلاس سے انصار الابرار خطاب کرتے ہوئے۔

ہم مجلّہ **جام کوثر** کے چیف ایڈیٹر

محترم **انصار الابرار** کو

عاشق صادق فخر کشمیر الحاج محمد آمین باباجیؒ نمبر کی اشاعت پر

ہدیہ تبریک اور مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب: پیر طریقت ورہبر شریعت انجینئر

پیر محمد ارشد فاروق علوی قادری چشتی نقشبندی سہروردی

آستانہ عالیہ علویہ قادریہ مردان